25

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝

(جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا) ۹۶-۵

ڈاکٹر محمد مسعود احمد

اور

نثرِ اردو

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

ایم۔ اے؛ پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارۂ مسعودیہ

۵/۶/۲-۵۔ ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝

(جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا) علق ۴-۵

ڈاکٹر محمد مسعود احمد

اور

نثر اردو

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

ایم۔ اے ؛ پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارہ مسعودیہ ۲/۶، ۵ ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریۂ پاکستان

۱۴۲۰ھ / ۲۰۰۰ء

Marfat.com

حقوق طباعت بحق ادارہ مسعودیہ محفوظ ہیں

۱۔ کتاب	ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور نثر اردو
۲۔ مصنف	ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی
۳۔ طابع	حاجی محمد الیاس
۴۔ ناشر	ادارہ مسعودیہ، کراچی
۵۔ طباعت	۱۴۲۰ھ / ۲۰۰۰ء
۶۔ اشاعت	اوّل
۷۔ تعداد	ایک ہزار
۸۔ قیمت	۲۵ روپے

ملنے کا پتہ

ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۵ ای، ناظم آباد، کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

فہرس

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۔	ابتدائیہ ـــــــــــــ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی	۶
۲۔	تعارف ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۷
۳۔	قلمی سفر کا آغاز	۸
۴۔	ڈاکٹر مسعود احمد کی تصنیفات و تالیفات	۸
۵۔	ماہر رضویات	۹
۶۔	نگار خانۂ نثر	۱۰
۷۔	ڈاکٹر مسعود احمد کا نثری اسلوب	۱۱
۸۔	مقالات کا انداز تحریر	۱۲
۹۔	ڈاکٹر مسعود احمد کی مضمون نگاری	۱۷
۱۰۔	ڈاکٹر مسعود احمد کی انشائیہ نگاری	۲۰
	☆ مذہبیات میں اسلوب	۲۴
	☆ معقولات میں اسلوب	۲۶
۱۱۔	تصوفانہ انداز تحریر	۲۷
۱۲۔	اقبال شناسی	۳۰
۱۳۔	ڈاکٹر مسعود احمد کی سوانح نگاری	۳۱
	☆ مقصدیت	۳۱
	☆ جانچ پرکھ	۳۳

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆ پس منظر و پیش منظر	۳۳
	☆ ایجاز و اعتدال	۳۳
	☆ انشاء پردازی	۳۳
	☆ مرقع نگاری	۳۶
۱۴۔	ڈاکٹر مسعود احمد کی جائزہ نگاری	۳۶
	☆ مقدمہ نگاری	۳۹
	☆ ادبی جائزے اور تنقیدات	۳۹
	☆ طنز و تعریض	۴۳
۱۵۔	ڈاکٹر مسعود احمد کے اسلوب اور طرز تحریر کا مرکزی پہلو	۴۷
۱۶۔	مسعود احمد صاحب نے پسندیدہ الفاظ	۵۳
۱۷۔	تقدیم نگاری	۵۵
	☆ اپنی تصنیف پر مقدمہ نگاری	۵۵
	☆ دوسرے مصنفین کی تصانیف پر مقدمہ نگاری	۵۷
۱۸۔	رضویات پر قلم مسعود کی گل کاریاں	۵۸
۱۹۔	نثر میں شعریت اور شعری فضا کا اہتمام	۶۱
۲۰۔	ڈاکٹر مسعود کے اسلوب میں تخیل کا عنصر	۶۵
۲۱۔	حسن کاری کے مزید انداز	۶۸
	☆ تحریر میں خطابت کا انداز	۶۹
	☆ استفہامیہ انداز	۷۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆ تلمیحات کا استعمال	۷۳
	☆ تلمیعات کا استعمال	۷۶
۲۲۔	ایک نیا انداز	۷۷
	☆ تذکرۂ ماضی اور طنز لطیف	۷۹
	☆ جوش وزور	۸۱
۲۳۔	نثر خالص	۸۵
	☆ وضاحت وقطعیت	۸۶
	☆ ایجاز واختصار	۸۷
	☆ متانت ووقار	۸۹
۲۴۔	ادب برائے انسانیت	۹۱
۲۵۔	نثر مسعود۔۔۔۔ عمرانی تنقید کے آئینے میں	۹۵
۲۶۔	خلاصۂ کلام	۱۰۳
۲۷۔	فہرس نگارشات عزیزی	۱۰۵
۲۸۔	کتابیات	۱۰۸

Marfat.com

ابتدائیہ

تقسیم ہند کے بعد ابھر کر سامنے آنے والے نثر نگاروں میں بیشتر ناول، افسانہ، تنقید، تاریخ، تحقیق، سوانح، صحافت وغیرہ اصناف میں ایک یا چند اصناف سے وابستہ نظر آتے ہیں اور ان کی انشاء پردازی اور قلم کاری کے جوہر انہیں اصناف میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ چند ہی صاحبان قلم ایسے ملیں گے جنہیں کثیرالجہات ادبا و مصنفین کی صف میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ ایسے کمیاب لیکن کامیاب ادباء میں ایک نام "پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری" کا بھی ہے جو تقریباً 37-36 سال سے مذہب، تصوف، اخلاق، تعلیم، سوانح، تاریخ، تنقید، سیاست، فلسفہ اور شعر و ادب وغیرہ موضوعات پر نثر اردو کو نئی نئی جہتوں اور سمتوں سے آشنا کراتے ہوئے اپنے قلم کا جوہر دکھانے میں مصروف ہیں۔

ڈاکٹر مسعود احمد کا قلمی سفر علم و تحقیق اور جمالیات کے سنگ میل نصب کرتے ہوئے حسن و صداقت کی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔ خدائے لم یزل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ یہ قلمی اور علمی سفر مزید حرکت کے ساتھ جاری و ساری رہے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم!!

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر محمد مسعود احمد

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی ولادت 1348ھ/1930 دہلی میں ہوئی۔ آپ برصغیر کے مشہور مذہبی، علمی اور ادبی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کے والد ماجد مفتی اعظم محمد مظہراللہ صاحب شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی (م- 1966ء) دنیائے اسلام کی ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ حضرت مفتی اعظم محمد مظہراللہ قدس سرہ العزیز ایک جید عالم دین، عظیم فقیہ و مفتی، شیخ طریقت اور عارف باللہ تھے۔ تقریباً" اٹھارہ سال کی عمر تک انہی کی کفالت اور نگرانی میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی تعلیم و تربیت ہوئی۔

1948ء میں پاکستان کی ہجرت سے قبل ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے درس نظامی، علوم شرقیہ اور فاضل فارسی کی تعلیم حاصل کی۔

پاکستان جاکر وہاں سے فاضل اردو (1956ء) اور ایم اے (1958ء) سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد سے کیا۔ ایم اے میں امتیازی پوزیشن حاصل کرنے پر چانسلر اور وائس چانسلر کی طرف سے گولڈ میڈل اور سلور میڈل حاصل کئے۔ 1971ء میں "اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر۔ ایک جائزہ" پر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

1958ء سے بحیثیت لیکچرار (شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج، میرپور خاص۔ سندھ) سے درس و تدریس کی شروعات ہوئی۔ 1958ء تا 1992ء (ریٹائرمنٹ تک) متعدد گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ کالجوں میں سینئر پروفیسر اور پرنسپل رہے۔ 1991ء میں چند ماہ حکومت سندھ کی وزارت تعلیم میں ایڈیشنل سیکرٹری کے عہدہ پر بھی کام کیا۔

Marfat.com

1992ء میں سکھر پوسٹ گریجویٹ کالج سے بطور پرنسپل ریٹائر ہوئے۔

پاکستان کی مختلف یونیورسٹیوں اور قومی مقابلہ جاتی امتحانوں۔ پبلک سروس کمیشن پی۔ سی۔ ایس وغیرہ امتحانوں کے ممتحن' سفارشاتی بورڈ کے ممبر و چیئرمین اور ریویور (Rerievwer) وغیرہ بھی رہ چکے ہیں۔ آپ کی نگرانی میں کئی اسکالروں نے ڈاکٹریٹ بھی کیا ہے۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے والد گرامی قدر حضرت مفتی اعظم محمد مظہراللہ صاحب علیہ الرحمہ والرضوان سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل ہے اور آپ انہی کے سجادہ نشین بھی ہیں۔ علمی' تحقیقی اور ادبی خدمات نیز اسکالروں اور رائٹروں کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ بیعت و رشاد تلقین و تبلیغ' تطہیر قلب اور روحانی تربیت کا فریضہ بھی انجام دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف اردو زبان و ادب اور علوم دینیہ میں مہارت کے ساتھ ساتھ عقلی علوم و فنون اور عربی' فارسی و انگریزی زبان و ادب پر بھی کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔

قلمی سفر کا آغاز

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے قلمی سفر کا آغاز 1956ء سے ہوا۔ آپ نے اردو شاعر ولی دکنی او۔ انگریزی شاعر چاسر کے تقابلی جائزہ پر وقیع مقالہ پیش کر کے سندھ یونیورسٹی سے پہلا انعام حاصل کیا۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے اسلامیات' معاشیات' عمرانی علوم اور ادب سے متعلق کئی انگریزی کتب کے اردو تراجم بھی کئے ہیں۔

آپ نے بیسیوں ادباء اور مصنفین کی مختلف علوم و فنون پر مبنی کتابوں پر تقدیم و تقریظ اور تبصرے بھی لکھے ہیں اور کئی قلم کاروں کے مسودات کی ترتیب و تحشیہ کا فریضہ بھی انجام دیا ہے۔

ڈاکٹر مسعود احمد کی تصنیفات و تالیفات

Marfat.com

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے مذہب و مذہبی علوم و فنون (قرآنیات، فقہ، حدیث، تفسیر، ترجمہ قرآن وغیرہ) تصوف، اخلاق، تعلیمی نظریات، فلسفہ، تاریخ، سوانح، سیاست، تنقید و تحقیق اور شعر و ادب پر پچاسیوں مقالات و مضامین رقم کئے ہیں۔ چالیس سے زائد مقالات و مضامین صرف امام احمد رضا فاضل بریلوی کی شخصیت اور ان کے دینی، علمی و ادبی کارناموں سے متعلق ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے مقالات و مضامین ہندوپاک کے متعدد موقر اور ادبی جرائد و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔

ان کے کئی مقالات کتابی شکل میں آگئے ہیں اور مضامین کے مجموعہ کو بھی کتابی شکل میں ناشرین نے شائع کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی مستقل تصانیف و توالیف کی تعداد 52 کے قریب ہے جن میں رضویات پر ان کے کتب و رسائل کی تعداد 19 ہے۔ نو دس کتب و رسائل زیر تدوین ہیں۔

ماہر رضویات

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب یقیناً" ماہر رضویات ہیں۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی کی صحیح تصویر کو علمی و ادبی حلقوں میں پیش کر کے انکی اور انکے کارناموں کی سچائی اور عظمت کا اعتراف اپنوں سے نہیں بیگانوں سے کرالینے میں سب سے بڑا ہاتھ ڈاکٹر مسعود احمد کا ہے۔

حضرت امام غزالی کے عہد میں جس طرح ایک انگریز مستشرق عراق آیا تھا اور وطن واپسی پر جب لوگوں نے اس سے اسلام کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے اسلام کا جائزہ تو نہیں لیا البتہ جس مذہب کے پیرو امام غزالی جیسی شخصیت ہو اس کی بابت یہی کہہ سکتا ہوں کہ وہ مذہب حق ہے۔ اس طرح جن لوگوں نے امام احمد رضا کی شخصیت اور ان کے کارناموں کا خود جائزہ نہیں لیا ہے وہ آج ڈاکٹر مسعود احمد صاحب جیسے عالم و فاضل کے حوالہ سے یہ ضرور کہہ رہے ہیں کہ امام احمد رضا

Marfat.com

عظیم ہیں۔ وہ سچے ہیں۔ گویا امام احمد رضا کے تبحر علمی، ادبی نشان، ہمہ جہتی، عظمت و صداقت اور عشق رسول کے معترف ہیں۔

آج کے دانش ور محض ایک یا چند فنون کے ماہرین فنکاروں پر تخصص اور تحقیق کے امور انجام دے کر ماہر کہے جاتے ہیں۔ مثلاً" ماہر غالبیات، ماہر اقبالیات وغیرہ۔۔ اور اس بات پر بذات خود ماہر صاحب یا محقق صاحب اور ان کے ماننے والے نیز ادبی و علمی طبقے بڑا فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہاں تو ڈاکٹر مسعود احمد ماہر رضویات ہیں اور اس امام احمد رضا کی شخصیت اور کارناموں پر تحقیقی امور انجام دے چکے ہیں اور مزید تحقیقی امور انجام دینے میں مصروف ہیں، جو ہر فن کا امام تھا، جو مجدد و مصلح تھا، مفکر و مدبر تھا، ادیب و شاعر تھا، عالم و محقق تھا، فقیہہ و محدث تھا اور عاشق رسول تھا۔ 50 سے زائد علوم و فنون کا ماہر تھا۔

یقیناً" یہ بات کہ ڈاکٹر صاحب ماہر رضویات ہیں، ان کے لئے باعث فخر و شرف ہے اور علمی و ادبی طبقہ کے لئے بھی فخر و شرف کی بات ہے۔

نگار خانہ نثر

ڈاکٹر مسعود احمد کی نثر نگاری کے اطراف وسیع اور دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں اور ان پر نظر ڈالنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہم نگار خانہ نثر کی سیر کر رہے ہوں۔

ڈاکٹر مسعود احمد انشاء پرداز محض نہیں ہیں بلکہ جدید طرز کی ادبی و علمی تحقیق کے علمبرداروں میں ایک ہیں۔ انہوں نے مذہب، تصوف، اخلاق، فلسفہ، تاریخ، سیاست، سوانح، تحقیق، تنقید، شعروادب، رضویات اور دوسری ان تمام اصناف میں جس پر انہوں نے قلم اٹھایا ہے، ان کا اسلوب نفس مضمون کے اعتبار سے بھی اور موقع و محل کی مناسبت سے بھی تبدیل ہوتا چلا جاتا ہے اور اس کے باوجود ان کے تمام اسالیب میں ایک قدر مشترک باقی رہتی ہے اور وہ Readability جسے ہم حسن تحریر اور لطف مطالعہ کی کیفیت بھی کہہ سکتے ہیں یعنی دل کشی۔

یوں تو مسعود احمد صاحب کے ہر رنگ پر رنگ مذہب غالب ہے اور درحقیقت

Marfat.com

یہی فطری حسن اور سچائی کا رنگ ہے جس نے مسعود احمد کی تحریروں میں مولویانہ خشکی کی بجائے حقیقت پسندانہ طراوت اور جمالیاتی رنگ ہر سمت پھیلا اور بھر سا دیا ہے۔

زیر نظر مقالہ میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے مقالات و مضامین اور کتب و رسائل وغیرہ کے حوالے سے انکی نثر نگاری کا جائزہ لیا جارہا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے موضوعات و مضامین کی وسعت' بوقلمونی اور تنوع کو دیکھتے ہوئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کی شخصیت اور نثری کارناموں پر کسی یونیورسٹی سے باقاعدہ تحقیقی مقالہ پیش کرایا جائے۔ ڈاکٹر صاحب پر ریسرچ کا یہ کام اردو زبان و ادب اور علم و تحقیق کے شعبہ میں ایک نئے اور قیمتی باب کا اضافہ کرے گا۔

راقم السطور کچھ تو اپنی مصروفیات اور دوسرے اپنی بے بضاعتی اور علمی تنگ دامانی کے سبب ڈاکٹر مسعود احمد کی شخصیت اور ان کے فن پر کوئی وقیع اور قابل قدر مقالہ نہیں لکھ سکتا اور نہ ہی جائزہ نگاری کا فریضہ انجام دے سکتا ہے۔ تاہم ڈاکٹر صاحب موصوف کی کرم فرمائیوں' ان کی شخصیت اور ان کے کام کے حسن اور سچائی کو دیکھ کر قلم چلنے پر مجبور ہوگیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے قلم کی تب و تاب سے متاثر ہوکر راقم السطور نے ایک سال قبل یہ شعر کہا تھا' وہی ان کے قلم کی فیض بخش بارگاہ میں نذر ہے۔

نور و نکہت وہ لکھے حسن کا وہ باب لکھے
وہ قلم جب بھی اٹھے عشق کی کتاب لکھے

ڈاکٹر مسعود احمد کا نثری اسلوب

جیسا کہ بتایا جاچکا ہے کہ مسعود احمد صاحب کے مقالات و مضامین' تقدیمات و تقریظات بھی رقم کئے ہیں اور یہ تحریریں مختلف موضوعات سے متعلق ہیں' یعنی مسعود احمد صاحب کے مقالات و مضامین مذہبی' ادبی' علمی' تحقیقی سبھی رنگ کے ہیں۔

یکتا دہلوی' غمگین دہلوی' غالب' جگر' ولی' خواجہ خورد' امام احمد رضا' اقبال وغیرہ کی شاعری اور ان کے افکار و نظریات پر بھی انہوں نے قلم اٹھایا ہے' اور اردو زبان و

Marfat.com

ادب کی تاریخ، فارسی کے اردو پر اثرات، اردو کی ترقی پر تقسیم ہند کے اثرات..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و فضائل اور سیرت نیز صحابہ، اولیاء، صوفیا، علماء، شعراء وغیرہ کی سوانح نگاری کا فریضہ بھی انجام دیا ہے..... سوانح حیات میں حضرت مجدد الف ثانی، امام احمد رضا فاضل بریلوی، مفتی اعظم محمد مظہراللہ دہلوی، شاہ محمد غوث گوالیاری، امیر شاہ گیلانی، علامہ عبدالعلیم میرٹھی وغیرہ کی سیرت اور کارناموں پر خصوصیت کے ساتھ علم و قلم کا زور دکھایا ہے۔

مقالات کا انداز تحریر

ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا کوئی بھی مقالہ کسی بھی موضوع پر ہو، اس میں مندرجہ ذیل خصوصیات نظر آتی ہیں۔

☆ ترتیب و سلیقہ مندی

☆ وضاحت،

☆ استدلال،

☆ فراست و متانت

☆ ایجاز و بلاغت.....

ڈاکٹر صاحب بہت ہی پڑھے لکھے اور عالم و فاضل شخص ہیں لیکن ان کا انداز بیان ان علماء و محققین سے جداگانہ ہے جو اپنی تحریروں میں اپنے علم کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ علم ان کے یہاں آکر تحلیل ہوجاتا ہے اور ان کے اسلوب اور انداز بیان کا جزو بن کر نمودار ہوتا ہے۔ گہرے علمی اور تحقیقی مسائل کے بیان میں بھی ان کی تحریر کی دلکشی برقرار رہتی ہے جو قاری کے دل و دماغ کو متاثر کرتی چلی جاتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب اپنے موضوع کا واضح تصور رکھتے ہیں لہٰذا ان کی عبارت میں خود بخود سادگی پیدا ہوجاتی ہے۔ ان کے ابلاغ کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے موضوع پر جو کچھ سوچتے ہیں اسے قاری تک اس طرح پہنچادیتے ہیں کہ اس کے ذہن میں موضوع سے متعلق کوئی الجھاؤ اور اشکال باقی نہیں رہتا۔

Marfat.com

(1) ڈاکٹر اقبال نے بال جبریل کی ایک نظم میں حضرت شیخ احمد سرہندی کو "شیخ مجدد" کہا ہے۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے ڈاکٹر اقبال کے اس خطاب کو تحقیق کی روشنی میں ثابت کیا ہے، اور بہت ہی سادہ زبان اور اختصار کے ساتھ لکھتے ہیں:۔

"اقبال نے اس نظم میں حضرت شیخ احمد سرہندی کو شیخ مجدد کہا ہے' غیر متعلق ہوگا' اگر یہاں یہ بتاتا چلوں کہ مجدد الف ثانی کا خطاب سرزمین' سیالکوٹ کے ایک مایہ ناز عالم علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (م۔ 1067ھ/1656) نے دیا تھا۔ سب سے پہلے موصوف نے اپنے ایک مکتوب میں حضرت شیخ احمد سرہندی کو مجدد الالف الثانی تحریر فرمایا پھر یہ خطاب دور و نزدیک پھیل گیا اور آج آپ اسی خطاب سے جانے جاتے ہیں اور حسن اتفاق کہ اسی سرزمین سے اقبال پیدا ہوا جس نے تعلیمات مجددیہ کو ازسرنو زندہ کیا اور یہ ثابت کردیا کہ واقعی آپ الف ثانی کے مجدد ہیں۔"

(حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال۔ ص 40)

ڈاکٹر موصوف نے علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کے مکتوب کے لئے محمد ہاشم کشمی کی کتاب "زبدۃ المقامات" مطبوعہ کانپور 1307ھ/1890ء کا حوالہ بھی دیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب اپنے مقالات اور علمی تصانیف میں حوالہ جات اور دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں اور ایک قابل وکیل کی طرح جرح و بحث کرتے ہیں۔ ان کے مقالات ان کے توضیحی اور بیانیہ نثر کے عمدہ نمونے ہوتے ہیں۔

(2) امام احمد رضا فاضل بریلوی پر مخالفین نے انگریز نوازی کا بیجا بہتان عائد کررکھا تھا۔ ڈاکٹر مسعود احمد نے مخالفین کے اس زبردستی تھوپے ہوئے الزام کو تحقیق کی روشنی میں غلط ہی نہیں ثابت کیا بلکہ خود مخالفین کو ان کی انگریز نوازی اور فرنگ دوستی کا آئینہ بھی دکھا دیا۔ ڈاکٹر موصوف نے اس سلسلے میں پوری ایک کتاب رقم فرمادی جس کا نام ہے "گناہ بے گناہی"۔

کتاب کا نام خود موضوع کا مفہوم ظاہر کردیتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے خیال کی نزاکت اور ان کی بلاغت کا یہ بھی ایک خوبصورت نمونہ اور انداز ہے۔ اس کتاب

Marfat.com

میں مسعود احمد صاحب نے تاریخ اور سیاست کی روشنی میں بحث کی ہے۔ ابتداء اس طرح کرتے ہیں:۔

"جب کسی قوم سے محبت ہوتی ہے اس کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے' اس کے مذہب سے محبت' اس کی معاشرت سے محبت' اس کی حکومت سے محبت' اس کی عدالت سے محبت' اس کی تعلیم سے محبت' اس کے نظام تعلیم سے محبت' اس کی تہذیب و تمدن سے محبت' اس کے افکار و خیالات سے محبت' اس کے پروردوں سے محبت' اس کے مقلدوں سے محبت' اس کے مددگاروں سے محبت' اس کے چاہنے والوں سے محبت' اس کی شکل و صورت سے محبت۔

کہا جاتا ہے کہ امام احمد رضا انگریز کو چاہتے تھے' اس سے محبت کرتے تھے' اس کے اشاروں پر چلتے تھے-- مگر شواہد کو کھنگالا گیا اور حقائق کا مشاہدہ کیا گیا تو اس چاہت و محبت کا دور دور پتہ نہ چلا-- ہاں جس نے الزام لگایا اس کا دامن داغدار نظر آیا اور جس پر الزام لگایا وہ بے داغ نظر آیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حیرت کو حیرت ہے!"

اس ابتداء کے بعد مسعود احمد صاحب۔ امام احمد رضا کے کتب و رسائل اور ان کے طرز عمل سے انگریزوں سے نفرت کو ثابت کرتے ہوئے دیگر مصنفین و مورخین کی کتابوں اور شواہد وغیرہ کے حوالے پر حوالے پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ امام احمد رضا ملکہ وکٹوریہ' ایڈورڈ ہفتم اور جارج پنجم وغیرہ کی تصویروں والے ڈاک ٹکٹ کو لفافہ پر ہمیشہ الٹا لگاتے تھے تاکہ سر نیچے رہے' اس طرح انگریزوں سے نفرت و بیزاری کا اظہار کرتے تھے۔ وہ کبھی انگریزی کورٹ میں نہیں گئے حالانکہ ان پر مقدمے قائم ہوئے۔

(گناہ بے گناہی۔ ص 23)

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے سید الطاف بریلوی' اشتیاق حسین قریشی جیسے مورخین اور اخبارات جنگ' پیسہ اخبار' انجمن پنجاب وغیرہ کے حوالوں سے امام احمد

Marfat.com

رضا کو انگریز نوازی کے الزام سے بری کیا ہے اور پھر تاریخی شواہد سے مخالفین ہی کو زلف فرنگ کا اسیر ثابت کردیا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"امام احمد رضا انگریزی عدالت ہی سے نہیں انگریزی حکومت سے بھی نفرت کرتے تھے۔ وہ تحریک خلافت اور تحریک ترکِ موالات کے زمانے میں گورنمنٹ برطانیہ کو فوجی امداد دینے کے خلاف تھے حالانکہ خود ترک حوالات کے بعض لیڈروں نے چند سال قبل ترکوں کے مقابلے میں انگریزوں کی حمایت میں مسلمان فوجی بھیجے تھے.....

امام احمد رضا کو نہ صرف انگریزی حکومت بلکہ انگریزی بادشاہوں سے بھی نفرت تھی، چنانچہ عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ وہ لفافے پر ٹکٹ بھی الٹا لگایا کرتے تھے۔"

(گناہ بے گناہی۔ ص 36)

ڈاکٹر مسعود احمد کے مقالات میں زبان و بیان کا دونوں انداز موجود ہے یعنی وضاحت و ایجاز اور شگفتگی و دلکشی--

ابتداء میں انہوں نے جو فضاء بندی کی ہے اور لکھتے ہیں:۔

"جب کسی قوم سے محبت ہوتی ہے...... حیرت کو حیرت ہے۔" پس محبت لفظ کی تکرار..... معاشرت، حکومت، عدالت وغیرہ لفظوں میں وزن اور آہنگ..... خطیبانہ انداز مگر گھن گرج سے دور مدھم مدھم مگر توانا لہجہ میں..... عبارت میں کس قدر روانی اور زور ہے اور کیسا جمالیاتی اظہار ہے..... موضوع، خشک ہو یا تر..... موضوع کے اعتبار سے اسلوب اختیار کرنے کے باوصف مسعود صاحب شگفتگی، لطف مطالعہ کی کیفیت اور حسن تحریر کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ شعریت کے باوجود ڈاکٹر صاحب کی نثر ابہام سے پاک ہے اور یہ بہت بڑا وصف ہے۔ ان کے یہاں خیالات کا بہاؤ اس قدر حسین اور نورانیت کا حامل ہے کہ الفاظ کی تراش و خراش اور صناعی کے باوجود جو بن اُمڈا پڑتا ہے اور اسی حسن سادہ پر بانکپن کو قربان کردیا جاتا ہے۔

ایک ادیب ضرورت کے لحاظ سے تاریخ سے بھی استفادہ کرتا ہے لیکن اس کا

Marfat.com

طریقہ کار مورخ سے مختلف ہوتا ہے۔ وہ صرف واقعات کے بیان پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ ماضی کے واقعات کا جائزہ اسباب و نتائج کی روشنی میں بھی لیتا ہے۔ ایک ماہر انشاء پرداز اس دشواری پر بڑی خوبی سے قابو پالیتا ہے۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے ایک تحقیقی مقالے "فاضل بریلوی اور ترک موالات" سے بطور مثال ایک اقتباس پیش کیا جارہا ہے:۔

"پہلی جنگ عظیم کے بعد تقریباً" 1919ء میں ترکوں پر انگریزوں کے ظلم و استبداد کے خلاف تحریک خلافت کا آغاز ہوا اور پورے ملک میں انگریز حاکموں کے خلاف ایک شورش برپا ہوگئی، ممکن ہے کہ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اور مسلمانوں کی فطری جذباتیت کے پیش نظر مسٹر گاندھی نے کانگریس کی طرف سے 1920ء میں ترک موالات کا اعلان کیا ہو۔ تحریک خلافت اور ترک موالات دونوں کی مشترکہ اساس انگریزوں کی مخالفت و مقاطعت تھی چنانچہ اس متحدہ و مشترکہ مقصد کی وجہ سے یہ دونوں تحریکیں ایک دوسرے کے قریب آگئیں اور ایک دوسری صورت پیدا ہوگئی یعنی انگریزوں کے خلاف ہندو مسلم اتحاد۔ اس اتحاد نے مسئلے کو شرعی حیثیت سے زیادہ نازک بنادیا کیونکہ ایک طرف افراط کا یہ عالم تھا کہ انگریزوں سے مجرد معاملت بھی ترک کردی گئی تھی اور دوسری طرف کفار و مشرکین سے معاملت تو معاملت موالات اور دوستی قائم کرلی گئی تھی۔ چنانچہ تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے اس اتحاد کے خلاف متدین علماء نے فتوے دیئے اور بروقت انتباہ فرمایا جن کو بعض سطحی نظر رکھنے والے حضرات نے انگریز دوستی پر محمول کیا مگر جو سیاست ہند اور علوم شرعیہ پر گہری نظر رکھتے تھے ان کے نزدیک یہ مخالفت دین اسلام اور خود مسلمانوں کی حفاظت و عظمت کے لئے ناگزیر تھی۔ ترک موالات کا معاملہ اگر صرف انگریز حاکموں اور مسلمان محکوموں کے درمیان ہوتا تو اس کی نوعیت قطعاً" مختلف ہوتی، مگر ترک موالات کے نتیجے میں فوراً ہی بعد اور حصول آزادی کے بعد زندگی کے ہر شعبہ میں جو عدم توازن متوقع تھا بحث اسی سے تھی اور اسی بناء پر اس کی شدید مخالفت کی گئی۔

Marfat.com

جن متدین علماء نے مخالفت کی ان میں سرفہرست اعلحضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی نظر آتا ہے۔" (فاضل بریلوی اور ترک موالات۔ ص 27)

اس اقتباس میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے عہد کی سیاسی حالت بیان کی گئی ہے اور پہلی جنگ عظیم کے بعد کے تمام واقعات مع اسباب و نتائج ایسی وضاحت ارر جامعیت سے پیش کئے گئے ہیں کہ قاری کو اس عہد کے سیاسی ماحول کو سمجھنے میں کوئی شبہ یا اشکال باقی نہیں رہتا۔

اس مختصر سے اقتباس میں ترکوں پر انگریزوں کے مظالم' اس کے ردعمل میں تحریک خلافت کے آغاز' پورے ملک میں انگریزوں کیخلاف شورش' ہندو مسلم اتحاد اور اس نتیجہ میں شریعت اسلامیہ پر لاشعوری طور سے ضرب کاری اور تحفظ شریعت کے علمبرداروں' سچے علماء خصوصا" امام احمد رضا کے خلاف غلط فہمی کا پیدا ہونا وغیرہ متعدد سیاسی واقعات و مذہبی نزاکت وغیرہ بہت ہی نفسیاتی اور ساتھ ہی ساتھ منطقی انداز میں بیان کئے گئے ہیں اور واقعات کے اسباب و نتائج کو بھی نظرانداز نہیں کیا گیا ہے۔

اس تجزیئے سے ظاہر یہ کرنا ہے کہ ایک ماہر انشاء پرداز کفایت الفاظ کے باوجود اپنے خیال کی وضاحت جس خوبی سے کر سکتا ہے وہ صرف اسی کا حصہ ہے' دوسرے کے بس کی بات نہیں۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے ایک ماہر انشاء پرداز کی حیثیت سے ایجاز و اختصار کے ساتھ اپنے خیال کو جس خوبی سے واضح کیا ہے وہ لائق تحسین ہے۔

ڈاکٹر مسعود احمد کی مضمون نگاری

ڈاکٹر صاحب نے سیاست' سماج' مذہب' ادب اور جانے کن کن موضوعات پر مضامین قلمبند کئے ہیں اور ہر مضمون میں وضاحت' صفائی' استدلال اور سلیقہ مندی کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کی خوبیاں موجود ہیں۔

یہاں مضمون نگاری سے مراد یہ ہے کہ بات میں بات پیدا کرنا یا کسی موضوع پر مضمون نگاری کے جلوے دکھانا' حالانکہ اس طرح کی مضمون نگاری میں پھیلاؤ اور

Marfat.com

عبارت آرائی ناگزیر ہے مگر مسعود احمد صاحب ایسے موقع پر بھی ایجاز و بلاغت مد نظر رکھتے ہیں۔ وہ مضمون کو پھیلاتے ہیں مگر سلیقہ مندی' استدلال اور منطقی انداز کو برقرار رکھتے ہیں اور تحریر کی دلکشی و نورانیت کی ایسی لہریں اور کرنیں پھیلاتے اور بکھیرتے چلے جاتے ہیں کہ شبہات کی تیرگی کٹتی چلی جاتی ہے اور ذہن و دماغ میں خیال اپنی روشنی لے کر اتر جاتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے داڑھی جیسے خشک موضوع پر "محبت کی نشانی" کے نام سے پوری کتاب مرتب کردی ہے اور داڑھی کے ساتھ ساتھ پنڈلی سے نیچے تہبند اور پاجامہ کے استعمال پر بھی شرعی نقطہ نظر کو اس قدر ادیبانہ ساتھ ہی ساتھ منطبقانہ انداز میں پیش کیا ہے کہ قاری لطف مطالعہ کے ساتھ ساتھ شریعت کی اہمیت کو بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ اسی انداز کو جمالیاتی اظہار کے ساتھ "ادب برائے زندگی" کہتے ہیں۔

ملاحظہ کیجئے انداز مسعود:۔

محبت حیرت انگیز اثر رکھتی ہے اور جب وہ انسان کے فکرو شعور پر چھاجاتی ہے تو محبوب کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

آئی جو ان کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

اس کے بعد قرآن و احادیث اور اقوال ائمہ سے سرکار رسول کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اطاعت' اتباع وغیرہ کے دلائل و شواہد پیش کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اہمیت و عظمت و حسن اور دو عالم کے حبیب کی اپنے چاہنے والوں سے محبت و کرم نوازی اور رحمت اللعالمینی کا دلکش انداز میں نقشہ کھینچتے ہیں۔

"وہ بڑا غیور تھا' محبت اور غیرت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہاں! بہت ہی غیور تھا' وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے چاہنے والے اس کی روش کو چھوڑ دیں اور پھر بھی

Marfat.com

اس کی محبت کا دم بھریں------

کیا میری روش میں تیرے لئے نمونہ نہیں؟

فضا میں ایک لرزش سی پیدا ہوئی۔ یہ الفاظ کیا ارشاد ہوئے بجلی سی کوند گئی۔ اللہ اکبر! عشاق کی ایک ایک ادا نظر میں تھی۔ ہر عاشق محبوب کی بے اعتنائی کا شکوہ کرتا نظر آتا ہے' مگر یہاں حریم جاناں میں توجہ سے کوئی محروم نہیں۔

مقصد وحید اتباع خدا و رسول ہے جو ذکر کی جان ہے۔ داڑھی اسلام کی نشانی ہے اور اس سے شوکت اسلام کا اظہار ہوتا ہے---

جب داڑھی رکھو تو اسی نسبت سے رکھو کہ رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی نشانی ہے--- داڑھی منڈانا جرم شریعت ہی نہیں جرم محبت بھی ہے.....
داڑھی غازہ روئے حیات' ارشاد خالق حیات اور آرزوئے جمال حیات ہے۔"

(محبت کی نشانی۔ متفرق صفحات)

داڑھی کے بارے میں کس طرح جمالیاتی اظہار کرتے ہیں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب

☆ "داڑھی منڈانا جرم شریعت ہی نہیں جرم محبت بھی ہے۔

☆ داڑھی رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی نشانی ہے۔

☆ داڑھی غازۂ روئے حیات' ارشاد خالق حیات اور آرزوئے جمال حیات ہے۔"

داڑھی کو غازۂ روئے حیات اور آرزوئے جمال حیات کہنے میں کس قدر شاعرانہ نازک خیالی اور ندرت ہے۔ نثر میں شریعت کا یہ ابہام اور مبالغہ سے پاک انداز نثر نگار کے زبان و بیان پر عبور' خیال کی لطافت اور پاکیزگی کا غماز ہے اور اس کی انشاء پردازی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

"غازہ روئے حیات" اور "آرزوئے جمال حیات" کی ترکیبیں بھی کس قدر تازہ کار' حسین اور معنی آفریں ہیں۔

(2) امام احمد رضا بریلوی کے وصایا پر مخالفین نے خوب واویلا مچایا' اس لئے کہ انہوں

Marfat.com

نے اپنے فاتحہ کے کھانے کے سلسلے میں اچھے اچھے پکوان کی وصیت یہ کہہ کر کی تھی کہ انہیں اغنیاء کو ہرگز نہ کھلایا جائے بلکہ غریبوں کو کھلایا جائے وہ بھی جھڑک کر نہیں بلکہ ادب و احترام کے ساتھ اور باقاعدہ سنت طریقہ سے۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے اس وصایا پر مضمون نگاری کا حق ادا کردیا ہے۔ انہوں نے امام احمد رضا کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا پیرو اور غریبوں کا غم خوار ثابت کیا ہے' اور آخر میں اس طرح عقیدت کا خراج امام احمد رضا کو پیش کیا ہے۔

"اے احمد رضا۔ اے غریبوں کے غمخوار۔ اے مسکینوں کے دلدار۔ اے مظلوموں کے دادرس' اے بے کسوں کے فریاد رس' تجھ پر ہزار بار سلام' ہاں روح انسانیت تجھ کو سلام کرتی ہے' دل درد مند تجھ کو سلام کرتا ہے' چشم اشکبار تجھ کو سلام کرتی ہے..... غریبوں کی فریادیں تجھ کو سلام کرتی ہیں' تو عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تو دلدار مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے' تو محبوب مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہے' تو نائب غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ تجھ پر سلام' ہزار بار سلام"

(غریبوں کے غم خوار۔ ص 16)

عبارت میں کیف و سرمستی کی کیسی فضا پیدا کی ہے۔ عبارت گو کہ مقفیٰ ہے لیکن خیال نے بھی عبارت میں دل کشی پیدا کردی ہے۔ عبارت موتی آہنگ سے پر ملے جو قاری کی ذہنی مسرت کی موجب ہے۔

ڈاکٹر مسعود احمد کی انشائیہ نگاری

انشائیہ کا ایک خاص اور جدا اسلوب ہوتا ہے۔ انشائیہ میں انشائیہ نگار شگفتہ بیانی کے ساتھ ساتھ طنزومزاح کے ہلکے پھلکے نشتر بھی چلاتا ہے۔

انشائیہ نگار کی پہنچ ادب اور حیات کے ہر گوشے میں ہوسکتی ہے۔ بقول ڈاکٹر وزیر آغا۔ "انشائیہ اس صنف کا نام ہے جس میں انشائیہ نگار اسلوب کی تازہ کاری کا

Marfat.com

مظاہرہ کرتے ہوئے اشیاء یا مظاہر کے مخفی مفاہیم کو کچھ اس طور پر گرفت میں لیتا ہے کہ انسانی شعور اپنے مدار سے ایک قدم باہر ایک نئے مدار کو وجود میں لانے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔"

روزمرہ اور گردوپیش کی زندگی سے ڈاکٹر مسعود احمد نے فن انشائیہ کو آراستہ کیا ہے۔ ان کے انشائیوں میں زندگی اور سماج کی تنقید ایک غالب رجحان کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کے یہاں مزاح کی کمی ہے البتہ طنز کا بڑا لطیف انداز موجود ہے۔ ان کے انشائیے دھنک رنگ ہوتے ہیں اور خوبی یہ ہے کہ ابتدا سے انتہاء تک قاری کی دلچسپی برقرار رہتی ہے۔ ان کے فن میں بڑی پختگی ہے۔

چند مثالیں ملاحظہ کیجئے:۔

(1) 26-27 سال پہلے کی بات ہے ریاست الور کے ایک دیہات میں جانا ہوا۔ ایک مسلمان میواتی سے پوچھا۔ کلمہ جانتے ہو؟ کہا نہیں! دریافت کیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہو؟ جواب ملا کہ محمد رسول اللہ کو تو نہیں جانتے، مسلمان ضرور ہیں۔ سبحان اللہ! دیکھی آپ نے شانِ ایمان، عمارت موجود بنیاد غائب--- ایسی حیرت انگیزی تو شاید کسی نے نہ دیکھی ہوگی--- آج ہم اپنے ماحول کا جائزہ لیتے ہیں تو دیکھ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔ آمنا والی بات تو بڑی بات ہے اسلنا والی بات بھی پیدا نہیں ہوئی ہے۔ کچھ اس میواتی کا سا حال ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ جانتے ہوئے بھی خود کو مسلمان سمجھتا تھا۔ خدا اور رسول کی کوئی بات بھی اچھی نہیں لگتی، نماز روزے سے جی چراتے ہیں، دام اغیار میں گرفتار ہیں اور خوش ہیں-- کوئی ایسا گرفتار نہ دیکھا جو اتنا خوش و خرم ہو"

(دین و اسلام۔ کتاب موج خیال ص 32-31)

(2) "جس طرح جسمانی بلوغ ایک حقیقت ہے اس طرح فکری بلوغ بھی ایک حقیقت ہے، جسمانی بلوغ کے بعد کی کیفیات و واردات کو ایک نابالغ کے سامنے بیان کرنا قطعاً ناممکن ہے۔ اس طرح فکری بلوغ کے بعد جو کیفیات و واردات پیش آتی ہیں ان کا

Marfat.com

بیان کرنا بھی اس شخص کے سامنے تقریباً" ناممکن ہے' جو فکری بلوغ تک نہیں پہنچا اور اس کے لئے کسی عمر کی قید نہیں' بوڑھے بالغ نہیں ہوتے اور کبھی نو عمر بالغ ہو جاتے ہیں اور ان کی فکر رسا کی جولانیاں بوڑھوں کو حیرت میں ڈال دیتی ہیں۔۔ سخن فہمی کے لئے ضروری ہے کہ پڑھانے والا اور پڑھنے والا دونوں اس فکری رفعت تک جا پہنچیں جہاں شاعر یا ناثر پرواز کر رہا ہے یا کم از کم اس رفعت کو چھولیں ورنہ عجیب عجیب گل کھلتے ہیں۔ ایک لطیفہ یاد آیا آپ بھی سنئے۔

آہ کو چاہئے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

ارشاد فرمایا۔۔ شاعر کہتا ہے کہ ہماری آہ شعلہ بار ایک عرصہ بعد اپنا اثر دکھائے گی۔ پھر اے محبوب! تیری زلف گرہ گیر جل کر خاکستر ہو جائے گی اور چند یا نکل آئے گی (ملاحظہ ہو زلف کے سر ہونے کی کیسی بلیغ تشریح فرمائی ہے) مگر یہ عبرت ناک منظر دیکھنے کے لئے ہم کہاں ہوں گے' ہم تو مر چکے ہوں گے' کاش ہم جیتے رہتے اور اپنی آنکھوں سے حسن جاناں کی یہ درگت بنتی دیکھتے۔

حضرت شارح فضائے شعر میں نہ پہنچ سکے اور اس پر مستزاد یہ کہ التباس لفظی کا شکار ہو گئے۔ تحقیق کی اس لئے ضرورت پیش نہ آئی کہ اس ترقی یافتہ دور میں ناک کان کاٹ دینا اور چوٹی اڑا دینا ایک ادنیٰ کرشمہ عاشقی ہے۔"

(سخن فہمی و سخن سنجی۔ موج خیال ص 51-50)

(3) "حضرات اہل اللہ کی یاد منانا بڑا اچھا مشغلہ ہے۔۔ خصوصاً" اس دور میں جبکہ غیر تہذیبی' غیر اخلاقی اور غیر مذہبی مشاغل نے ہمارے فکر و شعور پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ اولیاء اللہ کے ذکر و فکر میں سکون ہی سکون ہے' چین ہی چین ہے کہ ان کے دل میں چین ہے۔ ہم چین کو باہر تلاش کرتے ہیں لیکن چین تو اندر ملتا ہے۔

کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ؟

ہاں تو اصلاح فکر و شعور کے لئے اہل اللہ کی یاد تریاق و اکسیر کا حکم رکھتی ہے

Marfat.com

مگر اب ان مشاغل کی اخلاقی اور روحانی حیثیت کچھ کم ہوگئی ہے-- اقتصادی اور معاشی اہمیت زیادہ' ہزاروں کے پیٹ پلتے ہیں-- فتوحات میں فراوانی کے لئے قبریں سجائی جاتی ہیں اور گنبد بنائے جاتے ہیں اور عرسوں میں دھوم مچائی جاتی ہے۔ دور افتادہ قبریں دیکھتے ہی دیکھتے آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہیں۔ سابقین نے جس مشغلے کو اصلاح حال کے لئے اپنایا تھا اب یہ منفعت بخش فن بن کر رہ گیا ہے۔ حصول منفعت کے لئے کیا کیا جشن کئے جاتے ہیں۔"

(مزارات و مقابر۔ موج خیال ص 85)

(4) یہ بات اس وقت کی ہے جب پاکستان کی تحریک زوروں پر تھی' خدا سے وعدے کئے جارہے تھے لیکن اب جب وعدہ پورا ہوچکا ہے۔ اپنے عہد سے پھر گئے' بدعہدی پر اتر آئے اور وہ کچھ کیا کہ دنیا کے کسی عہد شکن نے نہ کیا ہوگا۔ برقعے پھینک دیئے' دوپٹے اتار دیئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ سڑکوں اور بازاروں میں بے حجابانہ چلتی ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ دام صیاد سے مرغ اسیر نکل بھاگا ہے' اور پھر ٹی وی ملاحظہ فرمائیں تو عجیب بہار نظر آتی ہے' شرم و ندامت سے سر جھک جاتا ہے۔ اللہ اللہ' اگر ہمارے اکابرین و اسلاف تھوڑی دیر کے لئے پھر زندہ کردیئے جائیں اور یہ مناظر دیکھیں تو دل دھک سے ہوجائے' ایسی آہ نکلے کہ کلیجہ پکڑ کر رہ جائیں اور پھر نہ اٹھ پائیں۔"

(حجاب و بے حجابی۔ موج خیال 96-95)

(5) اور برقعہ اتارنے والی بات تو پرانی ہوچکی' کپڑوں کے لالے پڑگئے' شرم و حیا فیشن کی نذر ہوگئے۔ وہ لباس اختیار کئے گئے جن سے روح حیا کانپتی ہے۔ دوپٹے سکڑ سکڑا کر گلے میں آگئے اور بعض اہل ہمت نے یہ پھندا بھی نکال پھینکا اور کپڑے سمٹ سمٹا کے بدن سے جالگے--- اب تو محفلوں میں' مجلسوں میں' کلبوں میں ہر جگہ اس بے حجاب کو مردوں کے دوش بدوش دیکھئے۔"

(احتساب__ موج خیال ص 108-107)

Marfat.com

مندرجہ بالا اقتباسات ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے انسانی نفسیات کے گہرے مطالعہ اور سماج و قوم کی زیست اور ان کے حالات و اعمال کے مشاہدے کے غماز ہیں۔ مسعود احمد صاحب کے ہلکے پھلکے طنز میں تڑپ، درد اور سوز بھی ہے اور عبرت و نصیحت بھی!

ان کا ایک ایک جملہ، ایک ایک فقرہ ان کی فنکارانہ صلاحیت اور اظہار بیان پر قدرت کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی دوررس نگاہ زندگی کے حسن و قبح دونوں پہلوؤں پر ہے۔ ان کا نقطہ نظر تعمیری اور اصلاحی ہے۔ زندگی، سماج اور قوم کے گردوپیش کا آئینہ دکھاتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے 123 عنوانات پر نہایت ہی ادیبانہ اور عالمانہ انداز میں قلم اٹھایا ہے۔ 123 عنوانات کے ان بھانت بھانت رنگوں اور خوشبوؤں کے لہلہاتے ہوئے گلوں کو یکجا کرکے "موج خیال" نامی ایک کتاب مرتب کردی گئی ہے۔ جسے ان گلہائے مضامین کا گلدستہ بھی کہہ سکتے ہیں اور چمن زار بھی۔ اس میں ڈاکٹر صاحب کی انشائیہ نگاری کے اعلیٰ نمونے ہیں جن میں سے چند پیش کئے گئے۔

مذہبیات میں اسلوب

جیسا کہ پہلے ہی عرض کیا جاچکا ہے کہ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کا اسلوب اور انداز بیان موضوع اور موقع محل کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے لیکن جو بات قدر مشترک رہتی ہے وہ ہے لطف مطالعہ کی کیفیت اور تحریر کی دل کشی--- لہٰذا وہ فقہ، تفسیر، حدیث اور قرآن وغیرہ سے متعلق موضوعات و مضامین پر قلم اٹھاتے ہیں تو ہر موضوع کا فطری اسلوب اپناتے ہیں لیکن جہاں خیالات کے اظہار کا موقع میسر آتا ہے وہاں تحریر کی دل کشی چمک اٹھتی ہے اور ادب و انشاء کے جلوے دکھانے سے باز نہیں آتی--

(1) فقہ سے متعلق مسعود احمد صاحب کا طرز تحریر ملاحظہ کریں۔

"فقہ اسلامی میں افتاء، استفسار، فتویٰ اور مفتی کی اصطلاحیں بہت قدیم ہیں۔ عربی لغتوں میں اس کا مادہ ف، ت، و، دیا جاتا ہے اور اسی مادے سے فتی اور فتوت کے

Marfat.com

الفاظ بھی دیئے جاتے ہیں جن کے معنی نوجواں' جواں مرد اور جوانمردی کے ہوتے ہیں'نیز فیاضی و شرافت کے' لولیس معلوف نے المنجد میں فتوہ کے معنی کرم و سخا' زیرکی اور شباب کے بھی لکھے ہیں اور اسی ذیل میں لکھا ہے:

الفتوة تفاتوا الی العالم تحالموا الیہ فی الفتوی

(عالم سے شرعی فیصلہ طلب کرو) (شرعی فیصلے کے لئے اس کی طرف رجوع کرو)

لغات سے لفظ فتویٰ کے معانی اور تعریفات اور پھر ان کی مطابقت قرآن و احادیث سے کرتے ہوئے فتویٰ کی اصل تعریف سے قاری کو آگاہ کرتے ہیں اور بعدہ فتویٰ نویسی کی تاریخ بیان کرتے ہیں۔

(2) حدیث' تفسیر اور دیگر مذہبی موضوعات میں مسعود احمد صاحب کا انداز بیان موضوع سے متعلق ہوتا ہے۔ توضیحی اور بیانیہ دونوں نثروں کے عمدہ نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ البتہ جب ان مضامین سے متعلق کسی موضوع یا مضمون پر کوئی تشریح کرتے ہیں یا موضوع سے متعلق وضاحت کرنا چاہتے ہیں تو کھل کر خیال کا اظہار کرتے ہیں اور خیال عبارت میں ایک خاص قسم کی دلکشی پیدا کردیتا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر-- "تفسیر الم نشرح" میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی سو القابات مرقوم ہیں۔ مسعود احمد صاحب نے ان سب کو تلاش کے بعد یکجا کیا ہے اور عربی واردو القابات کو علیحدہ علیحدہ پیش فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے "عشق ہی عشق" نام سے ایک رسالہ مرتب کردیا ہے۔ ابتداء اس طرح کرتے ہیں۔

"تفسیر میں ایک طرف مفسر کے عشق و محبت کا عالم نظر آتا ہے تو دوسری طرف ان کے علم و فضل کی شان نظر آتی ہے--- انہوں نے علم کو عشق کی چوکھٹ پر جھکا کر بتادیا کہ حاصل علم عشق و محبت کے سوا کچھ نہیں--- ہاں ذرا آنکھیں کھولئے' عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہاریں دیکھئے' محبت کو دیکھئے' محبوب کو دیکھئے' عشق

Marfat.com

و محبت کی جولانیاں دیکھئے، حسن و جمال کی سحر آفرینیاں دیکھئے۔ ہاں

حریم حسن کے پردے اٹھے ہوئے ہیں جگر

معقولات میں اسلوب

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب ایک پاکیزہ مذہبی و علمی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کے افکار و نظریات پر انکے والد ماجد مفتی مظہراللہ صاحب، شیخ سرہندی، امام احمد رضا بریلوی، ڈاکٹر اقبال اور استاذی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب کا اثر گہرا ہے اور انہیں اثرات نے ان کے طرز تحریر کو جدا جدا رنگ عطاء کئے ہیں۔ علمی و تحقیقی مضامین میں تشریح و توضیح اور استدلال کا انداز امام احمد رضا سے ملتا ہے تو متصوفانہ مضامین میں طرز تحریر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ کے انداز سے متاثر نظر آتا ہے اور اس میں مستی دکیف شیخ سرہندی کے تصوف کی ہوتی ہے اور بلاغت و معنی آفرینی اقبال کے طرز کی لیکن ان کا ادبی انداز خود ان کا اپنا مخصوص انداز ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے فلسفہ و سائنس وغیرہ پر وقیع مقالات رقم کئے ہیں۔ دو اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

(1) "امام احمد رضا نے علوم عقلیہ جدیدہ و قدیمہ میں مستقل تصانیف چھوڑی ہیں اور علوم نقلیہ سے متعلق تصانیف میں بہت سے عقلی مباحث ہیں جن کو پڑھ کر اہل علم متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے، چنانچہ امام احمد رضا کی عربی تصنیف الدولتہ المکیہ بالمادۃ العنیبیہ (1323ھ/1905) کو پڑھ کر پروفیسر ابرار حسین نے ان خیالات کا اظہار کیا۔

"اعلحضرت بہت بلند پایہ کے ریاضی دان تھے۔ الدولتہ المکیہ پڑھنے سے (جو میری سمجھ سے بہت بلند ہے) اس کی تصدیق ہوئی کیونکہ انہوں نے وہاں کچھ دلائل ریاضی کے نظریات پر مبنی دیئے ہیں اور یہ نظریات وہ ہیں جو آج کل ٹاپالوجی (Topology) کے زمرے میں آتے ہیں۔"

(امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ)

(2) مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے نیوٹن اور آئن سٹائن کے نظریات کا تعاقب کیا ہے

Marfat.com

اور اپنے منطقی دلائل دیئے ہیں' اس مخالفت میں وہ تنہا نہیں بلکہ اور سائنس دان بھی ہیں۔ 1982ء میں رالچوڑ (صوبہ کرناٹک' بھارت) میں ہندوستانی سائنس دانوں کی ایک دو روزہ کانفرنس ہوئی جس میں بعض سائنس دانوں نے اپنے 23 سالہ تجربے اور مشاہدے کی بنیاد پر نیوٹن کے نظریہ کشش ثقل کو رد کیا' اور دوسرے سائنس دانوں کو دعوت غور و فکر دی اس طرح مسٹر برنٹ (Barnett) نے اپنی کتاب میں نظریہ اضافت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آئن سٹائن کی نظر میں۔۔

دنیا میں کوئی ایسا متعین ضابطہ اور معیار نظر نہیں آتا جس سے انسان حتمی طور پر زمین کی حرکت کا اندازہ کرسکے یا دوسرا کوئی متحرک نظام معلوم کرسکے' نہ کوئی ایسا طبیعات تجربہ کبھی ہوا جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ واقعی زمین حرکت کررہی ہے۔۔

نیوٹن اور آئن سٹائن کے نظریات جب زیر بحث آرہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے تعاقبات اور تنقیدات کا مطالعہ نہ کیا جائے اور ان کو لوبہ نہ پڑھا جائے۔ مولانا بریلوی آئن سٹائن کے معاصرین میں تھے اور انہوں نے خود اس کے عہد میں اس پر تنقید کی ہے۔"

(مقالہ۔ پیش گفتار فوز مبین)

حقیقت تو یہ ہے کہ ہر علم کا اپنا ایک فلسفہ ہوتا ہے' لہٰذا ڈاکٹر مسعود احمد صاحب اپنی سبھی تصانیف میں محقق ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فلسفی' معقولی اور منطقی کی حیثیت سے بھی ہمارے سامنے آتے ہیں۔

ان دونوں اقتباسات میں تشریح و توضیح کا جو صاف اور سادہ مگر موثر طریقہ نظر آتا ہے (اور ڈاکٹر صاحب کی فلسفیانہ کتب کا اسلوب یہی ہے) وہ ان کے معاصرین میں کم ہی مصنفین کے یہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔ دونوں اقتباسات فلسفیانہ نثر کے بہترین نمونے ہیں۔

تصوفانہ انداز تحریر

تصوف اور مذہب کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور تصوف پر رنگ عشق غالب

Marfat.com

ہے۔ مسعود احمد صاحب تصوف سے خود بھی بہت متاثر ہیں۔ خصوصاً" حضرت مجدد الف ثانی کے تصوف سے۔ ان سب پر مستزاد انکا پاکیزہ ماحول' پاکیزہ زندگی' مزاج کی نفاست' خلوص و اخلاق' لطافت خیال اور علمی تبحر نے تصوف کے موضوع پر ان سے جب بھی لکھوایا ہے۔ حقیقتاً" نور و نکہت کی عبارات' حُسن کے ابواب اور عشق کی کتاب لکھوائی ہیں۔ بادنسیم کی مانند انکھیلیاں کرتے ہوئے جملے اور فقرات' شمع کی روشنی کی طرح لپکتے ہوئے خیالات' دیدۂ و دل کو معطر و منور کردیتے ہیں۔ تصوف کے موضوع پر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے کئی مقالات و مضامین اور مستقل کتب و رسائل شائع ہوچکے ہیں۔ یہ مضامین و مقالات صوفیاء کے حالات اور افکار و نظریات سے متعلق ہیں۔

شاہ محمد غوث گوالیاری' سیرت مجدد الف ثانی' حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال' غالب کے متصوفانہ خیالات' اقبال کے فلسفہ خودی میں مقام عبدیت' شاعر محبت وغیرہ۔ تصانیف و مقالات صوفیاء کی سوانح و افکار اور شعراء کے افکار و نظریات کے حوالے سے ادب اور تصوف دونوں سے متعلق ہیں۔ چند اقتباسات ملاحظہ کریں:۔

(1) "پروانے کو دیکھئے جمال شمع میں ایسا کھویا گیا کہ اپنا بھی ہوش نہ رہا۔ جل بجھا آواز تک نہ آئی۔

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیا موز
کاں سوختہ راجاں شدو آواز نیامد

اور چکور کو دیکھئے' حسن ماہتاب پر ہزار جان سے فدا مگر جان سلامت' معشوق بھی موجود' عاشق بھی موجود' عشق بھی موجود۔۔ ایک وجودی ہے دوسرا شہودی۔۔ ایک نے زندگی کھونے میں پائی دوسرے نے زندگی پانے میں پائی۔"

(حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال ص 24)

(2) "اللہ کے دوستوں کی خانقاہیں طاقت وقوت کا سرچشمہ رہی ہیں' تاریخ میں انہوں نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ معاشرے کو سنوارا ہے' سلطنتوں کو بنایا ہے' زمانے کا

Marfat.com

رخ پلٹ دیا ہے۔ انہوں نے دلوں پر حکومت کی ہے۔ کاش اللہ کے دوستوں سے کوئی دلوں کو جیتنا سیکھے، کوئی دوسروں کے لئے مٹنا سیکھے۔ اللہ کو اپنے دوست ایسے محبوب ہیں کہ جو ان سے پیٹھ پھیرتا ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم و دور ہوجاتا ہے۔ آدم و ابلیس کے واقعہ میں اسی راز کو کھولا گیا ہے۔" (علم کے موتی)

(3) "دین کی باتیں عقل کے ذریعہ سمجھ میں آسکتی ہیں، مگر برسوں میں، صدیوں میں، کیونکہ عقل کی رفتار بہت سست ہے، وحی کی رفتار اور فکر مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رفتار بہت تیز ہے، ان کی تیزی کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا۔"

(شجرہ شریف، ص 43 کراچی 1988ء)

(4) "اقبال جسمانی رقص کے قائل نہیں بلکہ روح کو رقص کرتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس میں ان کو شاہی نظر آتی ہے وہ اس سرود کے قائل ہیں جس کی گرمی سے ستارے پگھل جائیں۔ جو دنیا سے بے نیاز بناکر اللہ اور صرف اللہ کا نیاز مند بنادے لیکن یہ سرود ہے کہاں؟

منتظر ہے کسی مطرب کا ابھی تک یہ سرود

اقبال نے ادبیات و فنون لطیفہ کے عنوان سے جو منظومات لکھی ہیں ان میں ایک نظم کا عنوان ہے۔ "مرد بزرگ" اس نظم میں ایسے انسان کی شبیہ ملتی ہے جو شریعت و طریقت کے امتزاج کا نمونہ کامل ہے۔۔

(حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال ص 88)

(5) "اقبال بھی اتحاد و حلول کے قائل نہیں اس لئے وہ خودی پر زور دیتے ہیں اور وحی کو معمار سیرت سمجھتے ہیں جس طرح حضرت مجدد سرہندی نے وحی کی اہمیت پر زور دیا ہے، اقبال نے بھی اس پر شدت کے ساتھ زور دیا ہے، چنانچہ ضرب کلیم میں کہتے ہیں۔

عقل بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں
راہبر ہو ظن و تخمیں تو زبوں کار حیات

Marfat.com

فکر بے نور ترا جذب عمل بے بنیاد
سخت مشکل ہے کہ روشن ہو شب تار حیات
خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ وا کیونکر
گر حیات آپ نہ ہو شارح اسرار حیات

اقبال کے نزدیک بغیر وحی کے حلال و حرام اور خوب و ناخوب کی تمیز ناممکن ہے اور بغیر اس تمیز کے زندگی ہی نہیں، تمام تر قیادت کا دارومدار اسی امتیاز پر ہے۔ عقل پر بھروسہ کیا جائے تو وہ خود تہی دست ہے، ہاں زندگی ہی جب خود اسرار حیات واشگاف نہ کردے مشکلیں آسان نہیں ہو سکتیں اسی لئے وحی کی سخت ضرورت ہے اور پھر شریعت کی بھی کہ اس کا مدار وحی پر ہے۔ یہی حضرت مجدد کا نظریہ ہے اور یہی اقبال کا، اسی لئے اقبال کو ان کا تصوف پسند ہے جس کی اصل حجازی ہے۔"

(ایضا" ص 57)

ان پانچوں اقتباسات میں توضیحی اور بیانیہ نثر کی خوبیاں کس قدر واضح ہیں اور مشکل ترین مسئلہ تصوف کو کس قدر وضاحت و تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے۔ استدلال کا طرز اور قوت، متانت و فراست بھی عیاں ہے۔ کیسی علمی و تحقیقی تحریرات ہیں۔

اقتباس نمبر1 اور 2 میں لفظوں کے پیچ و خم اور جملوں و فقروں کے دروبست اور خیالات کے پھیلاؤ اور بہاؤ کو ملاحظہ کریں۔ رومانیت اور شعریت کے عناصر کوٹ کوٹ کر بھر دیئے گئے ہیں۔

اقبال شناسی

اردو میں اقبال شناسی پر اچھا خاصا کام ہوا ہے اور ہنوز کام جاری ہے۔ کئی ادباء و محققین ایسے ہیں جنہیں اقبالیات کا ماہر کہا جاتا ہے۔ بے شک اقبال کے یہاں بڑی معنویت، گہرائی اور بڑا حسن، بڑا وقار ہے۔ ڈاکٹر مسعود احمد گو ماہر رضویات ہیں، لیکن

Marfat.com

اقبال کے افکار و نظریات پر وہ جو تصانیف پیش کرچکے ہیں وہ خود اقبال شناسی میں اضافہ ہیں اور راہ اقبالیات کے رہیلوں کے لئے مشعل کی حیثیت رکھتے ہیں۔"

حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر اقبال" ڈاکٹر مسعود صاحب کی ایسی گراں قدر علمی و تحقیقی تصنیف ہے جو تصوف و طریقت و شریعت' شیخ سرہندی اور ڈاکٹر اقبال کے متصوفانہ نظریات و افکار کی مختلف سمتوں اور جہتوں سے آشنا کراتی ہے۔

ڈاکٹر مسعود احمد کی سوانح نگاری

سوانح نگاری بڑا مشکل فن ہے۔ سوانح نگاری قاری کا رشتہ ماضی سے بھی جوڑتا ہے اور اسلاف سے بھی جوڑتا ہے۔ ماضی سے کٹ کر قومیں گمراہ' بے وقار اور بے نام و نشان ہوگئیں۔ اسلام اپنے پیروؤں کو ماضی سے کاٹتا نہیں جوڑتا ہے۔ وہ محبت و عقیدت اور نیاز کیشی کی تعلیم دیتا ہے۔ ڈاکٹر مسعود احمد کے لئے اگر یہ کہا جائے کہ ان کی تحریری اور تصنیفی زندگی اور اس کی رونقیں اسلام اور سوانح نگاری کے بغیر بیکار اور بے لطف ہیں تو بیجا نہ ہوگا۔ اسلام اور اسلاف کی شخصیات اور کارناموں کے بغیر ان کا قلم اٹھتا ہی نہیں۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ بھی لکھی ہے۔ صوفیاء اور اولیاء کے سوانح اور ان کے کارناموں کو بھی اجاگر کیا ہے۔

مقصدیت

ڈاکٹر صاحب موصوف نے جتنی بھی سوانح عمریاں لکھی ہیں کسی نہ کسی مقصد کے پیش نظر لکھی ہیں' اگر انہیں کسی بزرگ یا شخصیت سے قلبی لگاؤ اور عقیدت رہی ہے تو وہ اس کی عظمتوں کے سبب ہی رہی ہے اور اگر کسی سے بعد میں وابستگی ہوئی تو انہوں نے پہلے اس کو پرکھا اور جانچا تب اس کی عظمتوں کو دیکھ کر اس کے قریب ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیت ظاہر ہے۔ عالم اسلام کے ہر فرد کے لئے عقیدت و نیاز کیشی کے لائق ہے۔ مسعود احمد صاحب کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے

Marfat.com

منسلک ہونے کی بنا پر تو ان سے عقیدت رکھنا ہی تھی لیکن انہوں نے مجدد صاحب قبلہ کی عظمتوں کو محققانہ انداز میں پیش کرکے دوسروں کو بھی ان سے وابستگی پر مجبور کردیا۔

امام احمد رضا کی شخصیت اور ان کے علم و فضل پر تحقیق کی۔ ان پر جو مظالم کئے گئے اور جس طرح تعصب اور بے عدلی کا شکار انہیں بنایا گیا اسے دیکھ کر ڈاکٹر صاحب جو محقق ہیں یعنی حق کے متلاشی اور حق کو پیش کرنے والے وہ خاموش نہ رہ سکے اور اپنے نوک قلم سے معاندین و مخالفین کے بچھائے ہوئے جال کو تار تار کر ڈالا-- وہ خود قلم طراز ہیں:۔

"امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ عالم اسلام کے عظیم دانائے راز تھے۔ ان کی مومنانہ فراست و بصیرت اپنے زمانے سے آگے دیکھتی تھی۔ انہوں نے جو کچھ کہا مستقبل نے اس کی تصدیق کی--- 22 سال مسلسل مطالعہ کے بعد یہ راز کھلا کہ وہ علم و دانش کے ایک سمندر تھے۔ ہم ابھی تک اس سمندر کے ساحل تک بھی نہ پہنچ سکے---

تاریخ و ادب کی کتابوں میں نہ جانے کیوں اس عظیم الشان کو نظرانداز کیا گیا-- ارباب علم و دانش حیران ہیں--۔ امام احمد رضا کی شخصیت و فکر سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے بعض اہل علم نے ان سے غلط باتیں منسوب کردی ہیں--

امام احمد رضا پر روز بروز نئی معلومات سامنے آتی جاتی ہیں--- امام احمد رضا کی شخصیت و فکر پر جو پردے پڑے ہوئے تھے ان کو اٹھانے کے لئے راقم نے 1970ء سے امام احمد رضا کو موضوع تحقیق بنایا اور امام احمد رضا کی تلاش میں چل پڑا--- امام احمد رضا پر تحقیق کی ضرورت اس لئے محسوس کی جارہی ہے کہ وہ سواد اعظم اہلسنّت کے علم بردار ہیں--- اس وقت عالم اسلام کو ان کی ضرورت ہے۔ انہوں نے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملت کی فکری اساس قرار دیا۔"

(محدث بریلوی مطبوعہ 1993ء ص 20،18،17،15،12،11)

Marfat.com

جانچ پرکھ

مسعود احمد صاحب کی سوانح نگاری کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ روایت کے ساتھ درایت سے بھی واقعہ کی جانچ پڑتال کرتے ہیں۔ امام احمد رضا کی سوانح نگاری میں انہوں نے اس امر کو خصوصیت کے ساتھ ملحوظ رکھا ہے۔

حضرت فاروق اعظم کی سیرت نگاری میں مسعود احمد صاحب نے سیدنا فاروق اعظم کے خلاف غیر مسلموں سے غیر عادلانہ سلوک کے الزام اور دوسری روایتوں کو تحقیق کے ساتھ غلط ثابت کیا ہے۔

مضمون۔ ''فاروق اعظم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک'' اور رسالہ ''مراد رسول'' ان تحقیقات کے شواہد ہیں۔

پس منظر و پیش منظر

ڈاکٹر مسعود احمد کی سوانح نگاری میں سیاسی و تاریخی واقعات و حالات اور تمدنی حالات اور ان کے اسباب و علل پر بھی بحث کرتے ہیں۔ موضوع سے وابستگی، محنت، لگن، جستجو اور عالمانہ تفتیش و تحقیق ڈاکٹر صاحب کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔

ایجاز و اعتدال

ڈاکٹر صاحب کے یہاں ایجاز و اعتدال بدرجہ اتم موجود ہیں۔ البتہ فعانت یا برات اور تعریض کے وقت موضوع کو تھوڑا پھیلا ضرور دیتے ہیں اور شاعرانہ رنگ بھی بھر دیتے ہیں۔

انشاء پردازی

ادبی تصانیف میں لطف انشاء اور حسن تحریر پیدا کرنا آسان ہے لیکن سوانح عمری اور تاریخی واقعات میں اس لطف اور حسن کا برقرار رکھنا سخت مشکل ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے سوانح نگاری میں حسن تحریر اور انشاء کا لطف پیدا کیا ہے اور مرقع نگاری بھی کی ہے۔ چند اقتباسات ملاحظہ کریں:۔

(1) ''آؤ' آؤ اس خورشید جہانتاب کا نظارہ کریں' اس کی ضوفشانیوں سے اپنے دل منور کرلیں جس کے متعلق حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شاہ کرامت اللہ خان صاحب دہلوی علیہ الرحمہ یہ پیش گوئی فرما رہے ہیں۔

میرے بعد اگر کوئی چراغ روشن ہوا تو وہ مولانا مظہراللہ ہوں گے۔''

(حیات مظہری ص 12)

(3) ''حضرت مجدد نے اسلام کے اس ازلی نظریہ کو حیات نو بخشی اور یہ واضح کردیا کہ کفر و اسلام دو متضاد حقیقتیں ہیں' دونوں کا مزاج الگ الگ ہے اس لئے یہ دونوں سیاست و خلافت میں ایک دوسرے کے شریک کار نہیں ہوسکتے۔۔۔ اللہ اکبر سرہند سے اٹھنے والی وہ روشنی جس کا مشاہدہ خواجہ باقی باللہ نے کیا تھا کہاں کہاں پہنچی اور کس کس کو منور کرگئی۔''

(حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال ص 13-12)

(4) اقبال کی شخصیت کے بارے میں صرف ایک جملہ دیکھیں کس قدر معنی آفریں اور بلاغت سے پر ہے:۔

''اقبال نے کتابوں سے زیادہ نگاہوں سے سیکھا۔'' (ایضا" ص 17)

(5) ''اقبال کے والد ماجد شیخ نور محمد کی صحبت کیمیا اثر نے مس خام کو کندن بنایا۔ آداب فرزندی سکھائے' خودشناس و خدا شناس اور خود آگاہ خدا آگاہ بنایا۔''

(ایضا" ص 27)

(6) ''چراغ دل کو فروزاں کرنے کے لئے تو کسی ضیا بار قلب ہی کی ضرورت ہے جو اپنی ضیا باریوں سے قلب کو منور کردے اور زندگی زندگی بن جائے۔ اسی لئے اپنے عزیز فرزند جاوید کو نصیحت فرماتے ہیں۔'' (ایضا" ص 36)

(7) حضرت مجدد نے شاہ پرستی نہیں سکھائی خدا پرستی سکھائی' یہی ادا اقبال کو بھائی

Marfat.com

ہے۔ انہوں نے خود' خوددار طبیعت پائی تھی۔ غیراللہ کے سامنے جھکنا ان کے نزدیک موت کے مترادف تھا۔ وہ ایک سجدے کو سب سجدوں پر بھاری سمجھتے تھے۔

(ایضا" ص 42)

اقتباس نمبر1 میں مجدد الف ثانی کو--- "آفتاب ولایت"

اقتباس نمبر2 مفتی مظہراللہ صاحب کو "خورشید جہاں تاب"

" 3 میں مجدد صاحب کے لئے "وہ روشنی"---- کہنا استعارہ سازی کا عمدہ نمونہ ہے اور نثر میں شعریت حسن پیدا کرکے لطف انشاء اور حسن تحریر پیدا کرنا خامہ مسعود کا کمال ہے۔

اقتباس نمبر5 میں "خود شناس' خدا شناس' خود آگاہ اور خدا آگاہ" کے ٹکڑے ملاحظہ کریں۔ رعایت لفظی (صنعت اشتقاق) اور صوتی یکرنگی نے جملہ میں کس قدر موسیقیت اور حسن بھر دیا ہے۔

نمبر6 میں الفاظ کی تکرار اور رعایت لفظی کے جلوے نمایاں ہیں۔

نمبر7 میں بھی صوتی حسن موجود ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی نثر میں یہ شعریت--- انشاء پردازی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

○ امام احمد رضا بریلوی کی سیرت و سوانح اور ان کے دینی' تجدیدی' اصلاحی' علمی و ادبی کارناموں پر متعدد مقالات و مضامین اور کتب و رسائل تصنیف کئے ہیں۔ ان میں تحقیق اور سوانح نگاری کے کمال کے ساتھ ساتھ مسعود احمد نے انشاء پردازی کا جو نور بکھیرا ہے اس کا حسن اور اس کی تابانی لائق دید اور لائق تحسین ہے۔ ملاحظہ کریں--

(1) "وہ اسلام کا شیدائی تھا۔ وہ اسلام کا فدائی تھا۔ وہ اسلام کا متوالا تھا۔ کون؟ احمد رضا خاں بریلوی۔" (اجالا ص 16)

(2) "احمد رضا کے فکر و شعور پر اللہ چھایا ہوا تھا۔ وہ فکر و حیات کے ہر گوشہ میں اللہ کی جلوہ گری دیکھنا چاہتا تھا۔" (ایضا" ص 16)

Marfat.com

(3) ''بلاشبہ احمد رضا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ تھا۔ علمائے حرمین نے سچ کہا جب اس کی یاد آتی ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آتی ہے۔ بے شک احمد رضا فنا فی الرسول تھا۔'' (ایضا" ص 52)

(4) ''وہ عالم اسلام میں عظمت مصطفیٰ کے علمبردار تھے۔ ان کی زندگی عشق مصطفیٰ سے عبارت تھی اور عشق مصطفیٰ ہی ہمارے دردوں کا مداوا اور ہمارے دکھوں کا علاج ہے اور کوئی علاج نہیں۔ امام احمد رضا کی پکار تھی کہ دلوں کو عشق مصطفیٰ سے آباد کرو۔''

(رہبر و رہنما ص 7)

(5) ''ماحول کیا ہے؟ ایک ویران جنگل ہے' بدلی چھائی ہوئی ہے' رات اندھیری ہے' چاروں طرف چور ہی چور ہیں۔ سامان پر نظر ہے۔ سونے والے سو رہے ہیں۔ امام احمد رضا جگا رہے ہیں۔ سونے والے نہیں اٹھتے۔ جھنجلاتے ہیں' لڑتے ہیں اور سوجاتے ہیں۔ وہ جگانے والا کبھی ماحول کی تاریکیوں کو دیکھتا ہے کبھی چوروں کو' کبھی بے خبر سونے والوں کو۔ اس کو متاع کارواں کا غم کھائے جاتا ہے' کہیں لٹ نہ جائے' پھر وہ بے چین ہو کر ماہتاب عرب و عجم کو پکارتا ہے اور دل پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔''

(ایضا" 23)

اس اقتباس میں منظر نگاری اور محاکات کا کمال بھی دیکھیں۔

مرقع نگاری

مرقع نگاری ایک ایسا فن ہے جس میں تاریخی واقفیت سے زیادہ شخصی تاثر کی دھوپ چھاؤں کو اسیر کرنا پڑتا ہے اور پوری شخصیت کو اجاگر کرنے کے لئے چند اہم اور خیال افزا اشاروں کے نمایاں اور نمائندہ نقوش کا انتخاب کرنا پڑتا ہے تاکہ شخصیت کے واضح نقوش پوری طرح ابھر سکیں۔ مرقع نگاری سوانح ہی کی ایک شاخ ہے۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی سوانح نگاری میں مرقع نگاری بدرجہ اتم موجود ہے۔ یہ فن نثر میں غزل کا فن ہے اور مسعود احمد صاحب نثر میں شعریت کا جو حسن اور

Marfat.com

رچاؤ بھرتے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ چند مثالیں دیکھیں۔

(1) شیخ سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت کے سلسلے میں مرقع نگاری ملاحظہ کریں۔

"خاک ہند سے حضرت مجدد الف ثانی جیسا انقلاب انگیز پیدا نہیں ہوا۔ آپ نے عجمیت کے رنگ میں رنگی ہوئی فضا کو حجازی رنگ میں رنگا۔ مسلم کافرنما کو مسلم بنایا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے علم کو عشق آشنا کیا' اسی کے سہارے دلوں پر حکمرانی کی اور باطل کی قوتوں کا مقابلہ کیا۔

(حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال ص 34' ص 45)

(2) ڈاکٹر اقبال کے بارے میں کس طرح مرقع نگاری کا جلوہ دکھایا ہے۔

اقبال نے عشق کو عقل پر ترجیح دی اور انسان کی عظمت کو اس انداز سے بیان کیا ہے۔

شکست سے یہ کبھی آشنا نہیں ہوتا
نظر سے چھپتا ہے لیکن فنا نہیں ہوتا

وہ عجمیت کے نہیں حجازیت کے عاشق تھے اور جہاں جہاں ان کو حجازیت کے آثار نظر آئے تھے' وہ بسرو چشم اور بعد شوق و ذوق اس طرف جاتے تھے۔ ان کے نزدیک عجمیت سکونی ہے اور حجازیت حرکی ہے۔ (ایضا" ص 22' 32)

امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت کا خاکہ اور مرقع ملاحظہ کریں۔

(1) "امام احمد رضا نے انسان بنائے کہ ان کے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انسان بنائے تھے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں انسان ہی کی جلوہ گری ہے۔ انسان انسان نہ رہا تو یہ ایک عظیم المیہ ہوگا۔ آج کی دنیا کا المیہ یہی ہے۔

آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

امام احمد رضا انسان گر تھے بلکہ انہوں نے تو انسان گروں کو بنایا۔ ان کی اولاد' ان کے خلفاء اور ان کے تلامذہ سب انسان گر تھے۔۔۔ (رہبر و رہنما ص 26)

Marfat.com

(2) احمد رضا عالم اسلام کا جلیل القدر عالم تھا۔ عارف تھا۔ ایک عبقری تھا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا--- احمد رضا محبت کی موت کو ملت کی موت سمجھتا تھا اس لئے اس نے محبت کی خاطر ملک گیر تحریک چلائی۔ دلوں کو مرنے نہ دیا۔ زندہ رکھا--- وہ عشق مصطفیٰ کے ساتھ ساتھ علم مصطفیٰ کا بھی پرچار کرتا تھا--- احمد رضا دین کو قوم کی اساس سمجھتا تھا--- احمد رضا نے اپنے عقیدت مندوں اور ماننے والوں میں اسلام کے لئے فداکاری اور جانثاری کی ایسی روح پھونک دی کہ جب وقت نے آزمایا جان ہتھیلیوں پر رکھ کے چلے آئے۔" (اجالا ص 16، ص 2، ص 53)

(3) "فرزانوں کی بستی میں وہ ایک دیوانہ تھا جس نے محبت کے چراغ روشن کئے، جس نے سونی محفلوں کو باغ و بہار بنایا، جس نے کشت ویران کو لالہ زار کیا، جس نے آندھیوں میں دیئے جلائے، جس نے طوفانوں میں کشتیاں چلائیں۔ وہ یداللہ تھا۔ اس کے ہاتھ کی بے پناہ قوت بتا رہی ہے کہ وہ اس کا ہاتھ نہیں، خدا کا ہاتھ تھا۔"

(عاشق رسول ص 7)

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے اپنے ہم عصر علماء کے تذکرے بھی لکھے ہیں تاکہ دنیا اگر سیدالانبیاء کے ان نائبین اور اللہ کے محبین و مقربین کو بھلانا چاہے، ان کے کارناموں کو مٹانا چاہے تو مٹا نہ سکے اور قوم کا رشتہ اپنے اسلاف اور قوم کے ان سچے رہنماؤں اور راہ بروں سے جڑا رہے اور برقرار رہے۔

ڈاکٹر مسعود احمد کی جائزہ نگاری

جائزہ نگاری کے ضمن میں شعر و ادب، شخصیت و مذہب، عقائد، سیاسی نظریات وغیرہ سبھی کے جائزے آسکتے ہیں۔ یہاں جائزہ نگاری کے ضمن میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی شعری و ادبی جائزہ نگاری (تنقید و تبصرہ، زبان و ادب کی تاریخ کا جائزہ)

کتب و رسائل پر تبصرے، تقریظات، و تقدیمات اور شخصیاتی جائزہ و تنقیدات شامل کی جارہی ہیں۔ جائزہ نگاری، کا فن بڑا مشکل فن ہے۔ مسعود احمد صاحب نے کتب و رسائل پر تبصرے، تقریظات اور تقدیمات رقم کی ہیں۔ زبان و ادب کا ادبی

Marfat.com

اور تاریخی جائزہ بھی لیا ہے۔ مختلف عہد کے مذہبی عقائد اور شخصیات نیز سیاسی و تاریخی حالات پر بھی قلم اٹھایا ہے۔

راقم السطور کی کتاب "کلام رضا کے نئے تنقیدی زاویے" پر تبصرہ اور زیر طبع کتاب "امام احمد رضا اور نثر اردو" پر تقریظ بھی لکھی ہے۔ دسیوں مصنفین اور قلم کاروں کی کتب و رسائل پر تقریظ و تقدیم کا فریضہ بھی انجام دیا ہے۔

مقدمہ نگاری

کتابیں مختلف علوم و فنون پر لکھی جاتی ہیں اور ان پر مقدمہ نگاری کے لئے مختلف علوم و فنون سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ گویا مقدمہ نگاری کے لئے صرف زبان و بیان پر قدرت یا قلم کاری میں مہارت ہی کافی نہیں ہے، علم و فضل بھی لازمی ہے۔

"آئینہ رضویات" کے نام سے مسعود احمد صاحب کے رضویات سے متعلق مقدمات اور تاثرات کو وجاہت رسول قادری اور پروفیسر مجید اللہ صاحبان نے یکجا کر دیا ہے۔ اس میں حالات و افکار، فقہہ، سیاست، فلسفہ و سائنس اور شعر و ادب سے متعلق کتب و رسائل پر مسعود احمد صاحب کی تحریریں موجود ہیں۔ ان تقدیمات کے علاوہ مقدمہ نگاری کے اور بھی نمونے ملتے ہیں۔ ان تقدیمات کے علاوہ مقدمہ نگاری کے اور بھی نمونے ملتے ہیں۔ ان کے مقدمہ نگاری کی خوبی یہ ہے کہ وہ مصنف کے مختصر تعارف کے ساتھ کتاب کے موضوع کی وضاحت بھی کر دیتے ہیں۔ پھر کتاب کی تصنیف کے مقصد، اس کی افادیت اور حسن و خوبی کو واضح کرتے ہیں۔ ان کے مقدمات توضیحی اور بیانیہ نثر کے اعلیٰ نمونہ ہوتے ہیں۔

مسعود احمد صاحب کے تاثرات اور اظہار خیال میں صرف جذباتیت یا تاثراتی انداز بیان نہیں ہوتا بلکہ استدلال کے ساتھ تاثراتی نثر کا نمونہ ملتا ہے۔ ایسے مواقع پر بھی انکا تحقیقی مزاج قلم کے ساتھ کار فرما رہتا ہے۔

ادبی جائزے اور تنقیدات

Marfat.com

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے زبان اردو کا تاریخی جائزہ بھی لیا ہے اور مختلف شعراء' غالب' اقبال' امام احمد رضا وغیرہ کی شاعری پر جائزہ نگاری اور تنقید و تبصرہ کا فریضہ بھی انجام دیا ہے۔ ان نامور شعراء کے علاوہ مفتی خلیل احمد برکاتی علیہ الرحمہ اور پروفیسر غیاث الدین قریشی کے نعتیہ دیوان پر تبصرہ بھی رقم کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اقبال شناسی کے ساتھ ساتھ غالب شناسی میں بھی درک رکھتے ہیں۔

غالبیات پر ڈاکٹر مسعود احمد کے مندرجہ ذیل مقالات قابل ذکر ہیں۔

حضرت غمگین غالب کی نظر میں۔ حضرت غمگین اور مرزا غالب کے جواب میں ان کا ایک غیر مطبوعہ مکتوب۔ غالب کے متصوفانہ خیالات' مکاتیب غالب۔ وغیرہ---

غالب کے ایک شعر پر مسعود احمد کا تبصرہ ملاحظہ کریں۔ لکھتے ہیں:۔

"غالب نے خوب کہا ہے۔

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کو خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

بڑے پتے کی بات کہہ دی۔ راز محبت کھول کر رکھ دیا۔ سچ ہے عاشق کو محبوب و مطلوب کے سوا کچھ نہیں چاہئے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اس کے لئے محبوب کا وصال ہی جنت ہے اس کی کوئی اور جنت نہیں۔

تیرا ملنا تیرا نہیں ملنا
اور جنت ہے کیا جہنم کیا؟

یہ کیسی محبت ہے کہ دعویٰ محبت اور نگاہیں غیر کی جانب! کسی عاشق نے خوب کہا ہے۔

تجھ سے مانگوں میں تجھی کو کہ سبھی کچھ مل جائے
سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

Marfat.com

بے شک محبوب ہی عاشق کی زیست ہے اور محبوب ہی عاشق کی جنت وہ نہ ملے تو جنت بھی جنت نہیں ہے۔ ایک خیال ہے۔ ایک تصور ہے۔

جنت کی حقیقت یہی تو ہے ناکہ حور و غلماں ہوں گے۔ شاندار محلات ہوں گے شیر و شہد کی نہریں ہوں گی۔ خورد و نوش کے سامان ہوں گے۔ یہ ہوگا' وہ ہوگا ہاں اے واعظ! بتا تو سہی وہ جان جاں بھی وہاں ہوگا؟ وہ قرار دل مضطر بھی وہاں ہوگا؟ وہ رشک ہزار جنت بھی وہاں ہوگا؟ وہ میری تاریک راتوں کا اجالا بھی وہاں ہوگا؟ وہ میری آنکھوں کا تارا بھی وہاں ہوگا۔ وہ جہان آرزو کا بادشاہ بھی وہاں ہوگا؟ اگر نہیں ہوگا تو پھر مجھے کہنے دے۔

دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

بے شک خاصان خدا جبت پر نظر نہیں رکھتے۔ ان کی نظر تو اسی پر لگی رہتی ہے۔ ایک آن نہیں ہٹتی۔ ان کی زیست بھی وہی ہے۔ ان کی جنت بھی وہی ہے۔

یہ کیسا ظلم کیا کہ بعض شارحین نے غالب کے اس شعر کو ظریفانہ کہہ کر ٹال دیا جس غزل کا مزاج عارفانہ و عاشقانہ ہو اس کا مقطع ظریفانہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ محبت کی توہین ہے۔ یہ عشق کی تذلیل ہے۔ اس غزل کے ذرا یہ اشعار نو ملاحظہ کریں۔

حسن مہ گرچہ بہ ہنگام کمال اچھا ہے
اس سے میرا مہ خورشید جمال اچھا ہے
ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کو خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ہاں اب بتایئے-- ایسی غزل کا مقطع ظریفانہ ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کوئی عاشقانہ اور عارفانہ ہی ہونا چاہئے۔

اب اسے ادباء اور ناقدین تخلیقی تنقید کہیں یا تاثراتی-- بہرحال اس سے ڈاکٹر صاحب کے تحقیقی ذہن۔ شاعرانہ طبیعت' تنقیدی نظریہ اور ان کے لطیف و پاکیزہ ذوق و فکر کا پورا پورا' اندازہ ہوتا ہے۔ (موج خیال ص 213'212'211)

Marfat.com

کچھ ناقدین اور جائزہ نگاروں کا خیال ہے کہ غالب۔ غمگین سے قطعاً" متاثر نہیں تھے۔ شبلی نعمانی بھی اسی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے تحقیقی جائزے سے یہ بات ثابت کردی ہے کہ مرزا غالب حضرت غمگین سے بے حد متاثر تھے۔ (غالب نام آور مطبوعہ کراچی 1969ء ص 192)

امام احمد رضا بریلوی کی عربی اور اردو شاعری نیز ان کی فصاحت و بلاغت پر ڈاکٹر موصوف نے متعدد مضامین لکھے ہیں۔ ان کی شاعری کا جائزہ لینے والے ادباء کے جائزوں کا جائزہ بھی لیا ہے اور رضویات سے متعلق اپنی تصانیف میں بھی کہیں کہیں رضا کی شاعری اور نثری ادب پر تبصرہ بھی کردیا ہے۔

اعلحضرت فاضل بریلوی کی نعتیہ شاعری--- امام احمد رضا کی فصاحت و بلاغت وغیرہ مضامین ادب رضا سے متعلق قابل ذکر ہیں۔

فصاحت و بلاغت وغیرہ مضامین ادب رضا سے متعلق قابل ذکر ہیں۔

رضویات ان کا خاص موضوع اور فن ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں زیادہ کچھ نہ عرض کرکے چند اقتباسات پیش ہیں جو ڈاکٹر صاحب کے تنقیدی زاویہ نگاہ کو سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔

(1) "وہ فن شعر میں کمال رکھتے تھے۔ نعت گوئی کو اپنا مسلک شعری بنایا۔ ہر صنف شاعری میں طبع آزمائی کی لیکن عجیب بات ہے کہ ہر جگہ نعت ہی کی جھلک نظر آتی ہے۔" (آئینہ رضویات ص 60)

(2) "حضرت رضا بریلوی نظم و نثر دونوں میں باکمال تھے۔ ان کی نثر کہیں مقفیٰ و مسجع ہے لیکن سادہ و دل آویز اور کہیں با محاورہ ہے۔ رواں دواں ہے جیسے آب رواں نظم کا بھی یہی عالم ہے اور نعت میں تو یگانہ اور مثال زمانہ گوناگوں۔ غزل کو اتنا بلند کیا کہ نعت بنادیا---- حضرت رضا صاحب فن، صاحب عشق، صاحب علم اور صاحب معرفت تھے--- یہاں بڑے تبحر اور سوز و ساز کی ضرورت ہے۔"
(آئینہ رضویات ص 192-191)

Marfat.com

(3) مولانا احمد رضا خاں کا اعجاز شاعری یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے دل صاحب قرآن کی طرف پھیر دیئے۔ نعتیہ شاعری کا کمال یہ ہے کہ اس سے شاعر کے کمال فن کا نہیں کمال عشق کا سکہ دل پر بیٹھ جائے۔ شاعر شاگرد ہوا کرتے ہیں مگر عاشق شاگرد نہیں ہوا کرتے۔

یہ درد عطا جب ہوتا ے جب خاص عنایت ہوتی ہے

مولانا احمد رضا خاں فن شاعری میں کسی کے شاگرد نہ تھے۔ وہ عاشق صادق تھے۔ فیضان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہ کچھ دیا کہ بس سوچا کیجئے۔

(آئینہ رضویات ص 206)

ایسا نہیں کہ مسعود احمد صاحب نے شعر و ادب کے جائزہ نگاری میں صرف تاثرات رقم کئے ہیں۔ انہوں نے روایتی اصول تنقید کے تحت داخلیت اور خارجیت یعنی زبان و بیان اور دیگر ادبی و فنی محاسن کا جائزہ بھی لیا ہے لیکن وہ شاعری کے خارجی پہلو کی بہ نسبت داخلی پہلو پر زیادہ زور دیتے ہیں اور شاعر کے جذبہ و احساس کی شدت و پاکیزگی اور تب و تاب و توانائی کو اجاگر کر کے شاعری کے حسن و وقار اور رفعت کا جائزہ لیتے ہیں۔

طوالت کے پیش نظر دیگر شعراء کے کلام پر ان کے انداز تنقید کو پیش نہیں کیا جارہا ہے۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی تنقید روایتی اور تاثراتی ہوتی ہے۔

طنز و تعریض

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے شخصیات، افکار و نظریات وغیرہ پر بھی تنقید کی ہے، یعنی رد و تعریض میں قلم اٹھایا ہے ان کا انداز مناظرانہ جوش و ہیجان اور تلخ بیانی سے جدا اپنا ایک علیحدہ انداز ہے۔ وہ رد بھی کرتے ہیں۔ تنقید و تعاقب بھی کرتے ہیں، لیکن قوت استدلال اور نفسیاتی طریقہ کار سے، بیان میں زور ہوتا ہے لیکن تندی نہیں ہوتی۔ ویسے تو ان کے یہاں طنز زیادہ نہیں ہے اور جہاں طنزیہ پہلو نظر آتا ہے وہاں

Marfat.com

بھی لطافت موجود رہتی ہے۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب پھول کی پتی سے ہیرے کا جگر کاٹنے میں ملکہ رکھتے ہیں البتہ نادانی و جہالت کا معاملہ ہی اور ہے وہاں تو کسی بھی شرافت اور علمیت کے لئے مقام ہی نہیں۔ لہٰذا وہ ایسے جہل کو کاٹنے کے لئے کلام و الفاظ کے شمشیر و سنان اٹھانے کے بجائے حتی الامکان علم و تحقیق کی نورانیت سے تیرگی مٹانے کی سعی کرتے ہیں۔ مخالف و معترض کو وہ نفسیاتی طریقہ کار اور طرز استدلال سے پانی پانی کردیتے ہیں۔ وہ کذب و جہل اور غلط فہمی کی بھول بھلیوں میں بھٹکنے والوں کے لئے غور و فکر کی شمعیں روشن کرتے ہیں اور صراط مستقیم پر آنے اور چلنے کی دعوت بھی دیتے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی کی سچی چاندی جیسی شخصیت اور ان کے کھرے کارناموں کی مخالفین پر چھاپ ڈالنے کے سلسلے میں انہوں نے یہی طریقہ کار اپنایا ہے اور اس میں بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔

صرف چند مثالوں سے ان کے طنز و تعریض اور رد کے انداز کو واضح کیا جارہا ہے۔

(1) "مجاز پرستی کے اس دور میں توحید خالص کا اس طرح پرچار کرنا کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں' رسولوں' نبیوں اور ولیوں کو محتاج محض اور عاجز مخلوق قرار دے کر عام انسانوں کی صف میں کھڑا کردیا جائے' نہایت ہی خطرناک ہے۔ خصوصا" اس دور میں جو نبیوں' رسولوں اور ولیوں سے چھوٹا وہ خدا سے چھوٹا' اس کا مسلمان نظر آنا تو ممکن ہے مگر مسلمان رہنا مشکل ہے۔

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں

(نورونار ص 18)

(2) اپنی کتاب "نورونار" میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویت الایمان" کی سولہ عبارتوں کا بڑے علمی انداز میں رد کرتے ہیں' اور ہر رد کے ساتھ

Marfat.com

ساتھ حضور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ادیبانہ مگر محققانہ انداز میں پیش کرتے ہیں اور پھر اخیر میں "تاثرات و تمیزات" کے عنوان سے، قوم کو مخاطب کرتے ہوئے اسماعیل دہلوی کی گستاخانہ عبارتوں سے واقف کراتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح بڑے ہی بلیغ انداز میں اسماعیل دہلوی کا رد کرتے ہیں اور پوری قوم کے سامنے اس کی فرد جرم کو کھول کر اس کی روسیاہی اور اس کے پیروؤں کی شرمندگی اور تذلیل کا سامان فراہم کر دیتے ہیں۔

کیا انداز ہے۔ "آپ سن چکے، کہنے والے نے دبے لفظوں میں یہ کہا کہ۔۔۔"

اس کے بعد لکھتے ہیں۔ "آپ نے اھانت و گستاخی کے خارزاروں کو دیکھا جہاں اہل محبت کے قدم لڑکھڑاتے ہیں۔ جہاں الفاظ کی پکاروں اور معانی کی آہوں سے کلیجہ منہ کو آتا ہے اور سینے شق ہوجاتے ہیں۔ اللہ اللہ کیسی کیسی باتیں کہہ دیں، حریم عشق میں کہرام مچا ہوا ہے، آنکھیں اشکبار ہیں، دل فگار ہیں، کوئی تو ان محبت کے ماروں کی خبر لے! کوئی تو ان کی آہیں سنے! کوئی تو ان کے نالے سنے! ہاں یہ کس نے قیامت ڈھائی ہے؟ ہاں یہ کس نے دل دکھایا ہے؟ ہاں یہ کس نے چرکہ لگایا ہے؟ ہاں کسی کا نام نہ لو۔

آہوں سے شرارے اٹھتے ہیں آنکھوں سے دریا بہتے ہیں

حریم عشق میں آگ لگائی تھی بجھانے والوں نے بجھا دی تھی، مگر پھر لگائی جارہی ہے محبت والو! گھر کی خبر لو۔ ہاں اس کو اجڑنے نہ دینا۔ یہ اجڑ گیا تو جہان اجڑ گیا۔

رونق ہستی ہے عشق خانہ ویراں ساز سے
انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں

(نورونار، ص (80-79)

(3) "شعرائے اردو کے تذکرے چھوٹے موٹے شاعروں سے بھرے پڑے ہیں مگر جس کا ذکر کیا جانا چاہئے تھا، نہ کیا گیا۔ شاعروں نے اس لئے چھوڑا کہ وہ عاشق صادق تھا وہ کسی کا شاگرد نہ تھا۔۔۔ علماء نے اس لئے چھوڑا کہ وہ سچی محبت کی بات کرتا تھا۔

Marfat.com

(عاشق رسول، ص 5)

(4) "جب احمد رضا کا ملک و بیرون ملک چرچا ہونے لگا اور محققین و دانشوروں کی تیرہ سالہ جدوجہد رنگ لائی تو یہ بات احمد رضا کے مخالفین کو نہ بھائی، وہ فکر میں پڑ گئے۔ کریں تو کیا کریں۔ ایک فاضل نے یہاں تک فرمایا کہ احمد رضا کو ہم تو دفن کر چکے تھے، فلاں پروفیسر نے قبر سے نکالا ہے اب دوبارہ دفن کرنے میں نصف صدی لگے گی۔ ان جملوں سے فکر و تشویش کے عالم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ چاروناچار وہی پرانا حربہ یاد آیا اور جس طرح مکروہ پروپیگنڈے سے ساٹھ ستر سال پہلے کردار کشی کی مہم چلائی تھی اب پھر وہی مہم چلائی اور ایک دور کی کوڑی نکال کر لائے۔ انکشاف یہ فرمایا کہ احمد رضا نے قرآن کے اردو ترجمے میں بہت سی فاحش غلطیاں کی ہیں۔"

(اجالا ص 48)

(5) "ہماری تاریخ کا یہ المیہ ہے کہ جنہوں نے دین و ملت کی بے لوث خدمت کی وہ پس منظر میں چلے گئے اور جنہوں نے ان کے مقابلے میں معمولی خدمات انجام دیں، مبالغہ آرائی سے ان خدمات و رائی کا پہاڑ بنا کر دکھایا گیا، پڑھنے والے چاہ ظلمات میں حقائق کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے مگر پتہ نہیں چلتا۔ تاریخ نگاری کا یہ عظیم المیہ ہے۔ پچھلوں نے چند شاعروں، چند نثر نگاروں، چند عالموں، چند مجاہدوں کے نام دیئے، برسوں سے وہی چلے جا رہے ہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں کہ ان کے علاوہ بھی کوئی ہے؟ پوچھنا تو درکنار جمود کا یہ عالم ہے کہ کوئی لایا بھی جائے، کوئی دکھایا بھی جائے تو دیکھتے نہیں۔ نظریں پھیر لیتے ہیں، آنکھوں پر پٹیاں باندھ لیں، کانوں میں روئی ٹھونس لی۔ کوئی دکھائے تو کیا دکھائے اور سنائے تو کیا سنائے۔" (اجالا ص 51)

(6) "مؤرخ کی نظر شش جہات میں ہونی چاہیے۔ وہ ساحل پر پڑے ہوئے گھونگھوں سے سروکار نہیں رکھتا، قعر دریا میں غوطہ زن ہو کر گوہر ہائے آبدار نکالتا ہے مگر بعض مؤرخوں نے گھونگھوں کو موتی سمجھ کر تاریخ کو سجایا، حقائق سے منہ موڑا، اب حقائق و شواہد خود بخود نکلے چلے آئے ہیں۔ مؤرخ و محقق حیران ہیں، پشیمان ہیں کہ ہم نے

Marfat.com

کیا کیا۔ تاریخ کو کیا سے کیا بنادیا۔" (اجالا ص 52)

ان اقتباسات سے مسعود احمد صاحب کے طنز و تعریض کا شائستہ انداز واضح ہے۔ طنز کے لطیف اور چبھتے ہوئے نشتر مسعود صاحب کے خطیبانہ اسلوب کی غمازی کررہے ہیں۔ اس اسلوب میں موازنہ نگاری بھی موجود ہے اور استفہام بھی ہے لیکن سب کے باوجود وضاحت' استدلال' ایجاز اور بلاغت کے اوصاف بھی واضح ہیں۔

ڈاکٹر مسعود احمد کے اسلوب اور طرز تحریر کا مرکزی پہلو

مختلف موضوعات اور فنون میں ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے نثری اسلوب کا جائزہ لیا گیا۔ انہوں نے ہر موضوع اور ہر فن میں--- موضوع اور فن کے اعتبار سے اسلوب اختیار کیا ہے' اور خوبی یہ ہے کہ خشک سے خشک موضوع اور تحقیق سے متعلق مضامین و علمی فنون میں بھی انہوں نے تحریر کی دل کشی' شگفتگی اور حسن کو برقرار رکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی تحریر میں علمی و تحقیقی صداقت اور لطف انشاء و حسن تحریر کا لاجواب امتزاج ہے۔ ظرافت اور مزاح نہ ہونے کے برابر ہے۔ طنز و تعریض بھی تیزابیت' تندی اور اشتعال سے مبرا ہے۔ البتہ ان کے طنز میں لطافت' کسک' کھٹک اور رس ضرور ہے اور اس میں پانی پانی کردینے والا جوہر ہے۔ ان کا طنز اصلاحی اور تعمیری انداز کا حامل ہے۔ طنز کے اس طرز نے نثر مسعود کو ایک نمک آگیں حسن یعنی حسن ملیح یا سلونا پن عطا کردیا ہے۔

مطالب و مفاہیم کے اعتبار سے توضیحی' بیانیہ' شخصی اور تاثراتی' نثر کی تمام قسمیں ان کی تحریر میں پائی جاتی ہیں۔

روانی' برجستگی' شگفتگی' زور بیان' خیالات کا بہاؤ اور اس بہاؤ کا اسلوب کی تشکیل میں نمایاں رول--- ترتیب سلیقہ مندی' شائستگی' وقار' متانت' فراست' استدلال' چمک' لپک' تڑپ اور ایجاز و اختصار وغیرہ ان کے طرز تحریر کی خصوصیات ہیں۔

ان کے یہاں شاعرانہ فضاء کا اہتمام' فضا بندی' منظر نگاری' ایمجری نثر میں شعریت' اور تخیل کا عنصر--- بدرجہ اتم موجود ہیں۔ تشبیہات' استعارات' کنایات

Marfat.com

وغیرہ کا استعمال گو کم ہے لیکن صنعت تجنیس، صنعت اشتقاق و اقسام، مراعات النظیر جنہیں ہم رعایات لفظی کے تحت تحریر کرچکے ہیں یا تحریر کریں گے۔ صنعت تضاد، صنعت عکس، الفاظ کی تکرار وغیرہ ان کی تحریروں میں ضرور پائے جاتے ہیں۔ محاورات اور کہاوتوں کا استعمال بھی بہت کم ہے۔ ان کی اردو ٹھیٹھ یا خالص اردو ہے۔ فارسی تراکیب ہیں لیکن آسان اور جمالیاتی پہلو سے مزین۔ عربی و فارسی زبانوں کا رچاؤ اور ان کی آمیزش بھی بہت کم ہے۔ زبان بہت ہی پاکیزہ، صاف ستھری، ڈھلی ڈھلائی ہے۔ دہلی کی تمام تر لطافت اور تہذیب کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر مسعود احمد دہلوی زبان کو بھی ارض پاک پر لے کر گئے اور اپنے خاندانی ماحول کی تمام تر خوبیوں، اپنی زندگی کی تمام تر لطافتوں، نفاستوں، تقدیس اور زبان دہلوی کو وہاں مکمل طور سے فروغ بخشا اور مزید پھیلانے میں مصروف ہیں۔ چھوٹے چھوٹے جملوں اور فقروں میں بڑی بڑی باتیں کہہ جانا اور بلاغت و معنی کا تہہ در تہہ جلوہ دکھانا مسعود احمد صاحب کے قلم کا کمال ہے۔ ان کی رواں دواں عبارت کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے فضا میں راج ہنس پرواز کرتے چلے جارہے ہوں یا ہری بھری وادیوں میں گنگناتا ہوا آبشار گر رہا ہو اور شیریں و خنک پانیوں کو دور دور تک پھیلا کر سیراب خطوں کو سیراب تر اور خشک زمینوں کو سیراب اور سرسبز و شاداب کررہا ہو۔

مسعود احمد صاحب کی مختلف تصانیف اور مضامین سے چند اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں ان میں فضاء بندی، شاعرانہ فضا اور شعریت، امیجری اور خیالات کی نزاکت و بلاغت اور پھیلاؤ و بہاؤ کا نظارہ کریں۔

(1) ''صورتیں نہیں سیرتیں چمکتی ہیں اور جب سیرتیں چمکتی ہیں تو صورتیں بھی چمکنے لگتی ہیں۔ آفتاب چمکتا ہے تو ماہتاب چمکتا ہے، آفتاب نہ چمکے تو ماہتاب کہاں سے آئے؟ ظاہری سج دھج میں کیا رکھا ہے، کچھ بھی نہیں۔ ایک حادثہ عظیم رونما ہونے والا ہے۔ سب نقش و نگار مٹ کر رہ جائیں گے۔ اللہ اللہ!

نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا

Marfat.com

کاغذی ہے پیرہن' ہر پیکر تصویر کا

یہ شکوہ و وقار کا نمونہ بھی ہے۔ (مراد رسول ص 9)

(2) "باکمال سیرتیں غضب کا اثر رکھتی ہیں' کمال نہیں تو اثر نہیں۔ خلعت شاہی کے گل بوٹوں میں وہ جذب و کشش نہیں جو خرقہ درویش کے پیوندوں میں ہے۔ ایک ایک پیوند لخت جگر و پارۂ دل بنا ہوا ہے۔ (ایضا" ص 9)

بلاغت کا جلوہ آشکارا ہے۔

(3)

"سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں تھیں کہ پنہاں ہو گئیں

جب ہم ماضی کی طرف پلٹ کر دیکھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک قیامت گزر گئی' اللہ اکبر! کیسی کیسی عظیم ہستیاں اٹھ گئیں' ماحول خالی خالی سا نظر آتا ہے' فضائیں بے کیف سی معلوم ہوتی ہیں' رنگ محفل پھیکا پھیکا سا دکھائی دیتا ہے۔ اس میں شک نہیں مثالی شخصیتوں کا اٹھ جانا ملت اسلامیہ کے لئے ایک بڑا المیہ ہے' نہایت کربناک اور غمناک!"

(مضمون- علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی مارہردی ص 1)

(3) "کارواں تو ہے' میر کارواں نہیں۔ ایک ایک کا منھ تکتا ہے' دم بخود رہ جاتا ہے۔ تاریکیاں بڑھ رہی ہیں۔ ظلمتیں چھا رہی ہیں' دل ویران ہو رہے ہیں' دماغ پریشان ہو رہے ہیں۔ کارواں منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ وہ جو نہیں تو کیا کرے اور کہاں جائے؟ وہ ایک چراغ تھے جو بجھ گیا' وہ ایک آفتاب تھے کہ غروب ہو گیا---

انا للہ وانا الیہ راجعون!

(علامہ سید احمد سعید کاظمی- تاثرات و مشاہدات ص 10)

(4) "اللہ' اللہ یہ وہ نفوس قدسیہ تھے رونقیں جن کے دم کے ساتھ چلتی تھیں جہاں جاتے ویرانے آباد ہو جاتے۔ جہاں سے چلے جاتے آبادیاں ویران معلوم ہوتیں۔ وہ کیا

Marfat.com

گئے سینوں سے دل نکل گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔"

(ایضاً" ص 8)

(5) بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ انگریزی ' ادب پڑھانے والا اور ناولوں ڈراموں سے دلچسپی رکھنے والا عشق رسول علیہ التحیۃ والتسلیم سے بیگانہ ہوگا مگر نہیں ' یہاں کیفیت یہ ہے۔

بیگانگی میں حالی یہ رنگ آشنائی

جہاں سے چلے تھے بہت آگے بڑھ گئے۔ عشق رسول نے ان کو ایک عاشق رسول کے قدموں تک پہنچادیا۔"

(تقدیم پر دیوان۔ تجلیوں کا شجر از پروفیسر غیاث الدین قریشی۔ ص 1)

(6) "حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ نے ساٹھ سال تک تدریس کے فرائض انجام دیئے اور ایک عالم کو سیراب کیا۔ حق یہ ہے کہ جس نے اتنے طویل عرصے دین کی خدمت کی اس نے دنیا و آخرت میں سب کچھ کمالیا اور ایک ایسی کھیتی لگادی جو ہمیشہ ہری بھری رہے گی اور اس کے ثمرات سے لوگ مستفید ہوتے رہیں گے۔"

(حضرت مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ ص 1)

ان پیش کردہ اقتباسات میں فضا بندی' منظر کشی اور امیجری وغیرہ واضح ہیں اور شاعرانہ فضا کے اہتمام کی بابت جو عرض کیا ہے وہ پہلے بھی مختلف مثالوں میں مختلف مقامات پر ملاحظہ کرچکے ہیں۔ علاوہ ان کے اقتباس نمبر1 اور نمبر3 میں یہ اہتمام صاف نظر آتا ہے۔ نمبر1 میں ابتداء ہی شعر سے ہوئی ہے۔ اس طرح کہیں شروع' آخر یا بیچ میں شعر یا مصرعہ التزاما" شامل کرکے ڈاکٹر صاحب موصوف تحریر میں شاعرانہ فضا کا اہتمام کرتے ہیں۔

○ مسعود صاحب کی نثر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فکری قوت' منطقی توانائی اور تحقیقی تابانی کے ساتھ ساتھ لطف اور اثر بھی پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فکر کے خاکوں میں تخیل کا رنگ بھرنے کی کوشش کرتے ہیں--- مسعود احمد

Marfat.com

صاحب استعاراتی اور علامتی انداز نیز صنائع وغیرہ سے نثر کو شعریت کا رنگ عطا کردیتے ہیں اور خیالات کے بہاؤ سے رواں دواں نثر کو موسیقیت سے بھی بھر دیتے ہیں۔

ا۔ ''ایک ایک پیوند لختِ جگر و پارۂ دل بنا ہوا ہے۔'' میں--- مبالغہ کا انداز دیکھیں۔

ب۔ ''ایک ایک کا منھ تکتا ہے دم بخود رہ جاتا ہے۔'' میں---
محاورہ بندی کی بہار دیکھئے۔

ج۔ ''وہ ایک چراغ تھے جو بجھ گیا' وہ ایک آفتاب تھے کہ غروب ہوگیا۔'' میں--- استعارہ سازی ملاحظہ کیجئے۔

اس طرح کے تخیلاتی انداز بیان مسعود صاحب کے یہاں کثرت سے ملے گا۔

''محدث بریلوی کے دو صاحبزادے تھے۔ علامہ محمد حامد رضا خاں' مفتی اعظم' محمد مصطفیٰ رضاخاں-- دونوں آفتاب و ماہتاب تھے۔'' میں---
تشبیہات کا جلوہ دیکھیں۔ (محدث بریلوی ص 33)

ڈاکٹر صاحب کے یہاں جو فضا بندی اور منظر نگاری ہے وہ نثر میں شعریت کی عمدہ مثال ہے۔ ایسی مثالیں شبلی کے یہاں بھی خوب ملتی ہیں۔

چند مثالیں اور دیکھیں۔

○ ____ ''دنیا میں ہر ابتدا کی انتہاء ہے' اور ہر انتہاء کی ابتداء ہے۔ ہر آغاز کا انجام ہے۔ انجام کا آغاز! (قیامت ص 5)

○ ____ ''چاند چمک رہا ہے' ستارے کھل رہے ہیں' انوار کی پھوار پڑ رہی ہے---

جدھر دیکھو نور ہی نور' جدھر دیکھو بہار ہی بہار--- تازگی انگڑائیاں لے رہی ہے' مسرتیں پھوٹ رہی ہیں' رنگینیاں اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ سارا عالم نہایا ہوا ہے' ذرے ذرے پہ مستی چھائی ہوئی ہے--- ہاں یہ اجلا اجلا سا سماں' یہ مہکی مہکی سی

Marfat.com

فضائیں، یہ مست مست ہوائیں، جھوم جھوم کر جشن بہاراں کے گیت گا رہی ہیں۔"

(جشن بہاراں ص 9،10)

صنعت عکس، صنعت تضاد کا استعمال بھی نمایاں ہے۔

مسعود احمد صاحب کی نثر میں بیان کے زور کے ساتھ ساتھ گو لہجہ کا مٹھاس، نرمی اور گھلاوٹ ہے لیکن علمی موضوعات و سیرت کے موضوع میں کہیں کہیں وقار و شکوہ کا جلوہ بھی خوب نظر آتا ہے۔

○ ____ "اسلامی تاریخ و سیاست کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ "عشق رسول" سے ملت اسلامیہ میں جہاں گیری کی قوت پیدا ہوئی اور اتباع رسول سے جہان بانی و جہاں آرائی کا سلیقہ آیا۔ جس ملت میں جہانگیری و جہانبانی اور جہاں آرائی کا جوہر نہ ہو وہ حکومت نہیں کر سکتی، اس کی قسمت میں غلامی لکھ دی جاتی ہے۔"

(جان جاناں ص 143)

(2) "قرآن کی ایک ایک آیت میں دانش و حکمت کے سینکڑوں جہاں پنہاں ہیں۔ نیک و بد کی اس دنیا میں، خیر و شر کے اس عالم میں ہم قطعی طور پر نہیں جان سکتے کہ کون سی بات اور کون سا عمل مفید ہے اور کون سا عمل مہلک____"

(دعائے خلیل ص 16)

مسعود احمد صاحب کی نثر میں خطابت کا جب انداز ظاہر ہوتا ہے اس وقت مترادفات کے ساتھ ساتھ صنعتوں کا جلوہ بھی لہریں لینے لگتا ہے۔ فقرات کے دروبست میں تضاد و توازن وغیرہ کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔

مخصوص لب و لہجہ

ہر مصنف یا انشاء پرداز کا ایک مخصوص لب و لہجہ اور انفرادی و شخصی آواز ہوتی ہے اور اس لب و لہجہ سے یا اس کے انداز بیان سے کہنے والا کہہ اٹھتا ہے کہ فلاں ادیب کی تحریر ہے۔

مسعود احمد صاحب کے یہاں بھی کچھ الفاظ، تکیہ کلام اور نثری حسن کاری کے

Marfat.com

انداز ہیں۔

مسعود احمد صاحب کے پسندیدہ الفاظ

محبت، عشق، حریم، نور، ضیاء، ظلمت، تاریکی، حسن، آفتاب، ماہتاب، جلوہ وغیرہ---

الفاظ کی تکرار یا ان کے جوڑے بھی مسعود صاحب کے یہاں مخصوص ہیں۔
جیسے:۔ سنو سنو، سنئے سنئے، دیکھئے، دیکھئے، دیکھتے ہی دیکھتے، آمد آمد، چلتا چلتا، پڑھئے، پڑھئے--- وغیرہ

یا اس طرح کا انداز---

کچھ نہ تھا، وہی وہ تھا--- چراغ سے چراغ جلنے لگے--
مبارک ہو وہ دن جس دن تو اس دنیا میں تشریف فرما ہو۔
جس کی آمد آمد کے ذکر اذکار قرنوں سے چلے آرہے تھے--

(جان جاناں--- متفرق صفحات)

وغیرہ۔ وغیرہ----

مسعود احمد صاحب کے یہاں ہم وزن اور ہم قافیہ الفاظ زیادہ ملتے ہیں اور ان سے وہ صوتی آہنگ پیدا کرتے ہیں۔

"اللہ، اللہ--- اللہ اکبر--- اے سبحان اللہ وغیرہ کا استعمال بھی خوب، برمحل اور برجستہ ہے اور ان سے عبارت میں لوچ، ادا اور بانکپن پیدا ہوجاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب صحیح معنوں میں محقق و مصنف ہیں اور تحقیق و تصنیف کے حوالے سے انہوں نے نثر میں حسن تحریر، لطف انشاء اور شگفتگی کے رنگا رنگ جلوے بکھیرے ہیں اور اپنے قلم کی تابانی سے نثر اردو کو مزید نکھار اور سنوار عطاء کرنے میں مصروف ہیں۔

تقسیم ہند کے بعد مذہبی حلقہ سے ابھر کر سامنے آنے والا ایسا محقق و مصنف کوئی اور نظر نہیں آتا، اور بشمول مذہبی، ادبی و علمی، تمام حلقوں سے ان جیسے محقق، مصنف

Marfat.com

اور صاحب قلم و ادیب شاذ و نادر ہی ملیں گے----

ڈاکٹر مسعود احمد کی نثر---- سادگی، پاکیزگی، لطافت، روانی، برجستگی، شگفتگی کا حسین مرقع ہے۔

جیسا کہ اس مقالہ کی ابتداء میں عرض کیا گیا کہ ان کی شخصیت اور ان کے فن یعنی نثرنگاری کا تحقیقی جائزہ کسی یونیورسٹی کے تحت لیا جائے یعنی ڈاکٹریٹ مقالہ لکھوایا جائے، اور اس طرح ادب اور تحقیق کے شعبوں میں ایک روشن باب کا اضافہ کیا جائے۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا قلم بہت تیز رفتار ہے، اس کی تیزی میں استحکام، توانائی اور تب و تاب بھی شامل ہیں۔ قلم مسعود صراط مستقیم پر سفر کرتا ہے، علم و ادب کے سنگ میل قائم کرتے ہوئے اور تقدیسی فکر و بصیرت کا نور لٹاتے ہوئے۔

☆ ان کا قلم نور و نکہت لکھتا ہے۔

☆ حسن و سچائی کے ابواب لکھتا ہے۔

☆ اور سچ یہ ہے کہ عشق و محبت کی کتاب لکھتا ہے۔

عصر حاضر کے تخلیق کاروں کی طرح مسعود احمد فکشن، غیر اخلاقی لٹریچرس اور مارکسی ادب کے توسط سے مضطرب سماج اور دکھی انسانیت کا آئینہ نہیں دکھاتے بلکہ تقدیسی ادب کے توسط زوال آمادہ معاشرہ اور بیمار انسانیت کو ان کی ہلاکت و فلاکت کا سبب بتاتے ہوئے ان کی صالحیت، شفایابی اور صحت مندی کا علاج کرتے ہیں---- ڈاکٹر صاحب کی تخلیقات میں ادبیت بھی ہے اور مسیحائی بھی!

مقدمات، مضامین، تاثرات اور مقالات کے علاوہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی تصنیفات و تالیفات ستر سے اوپر ہیں، جن میں رضویات ہی پر ان کے کتب و رسائل کی تعداد دو درجن کے قریب ہے۔ جیسا کہ راقم نے گزشتہ سطور میں عرض کیا ہے کہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی تحریرات نثر کا نگارخانہ ہیں تو وہ ہرگز مبالغہ نہیں! آپ نے متنوع موضوعات اور علوم و فنون پر ہر ایک کے فطری اسلوب میں تخلیق کا حسین

Marfat.com

جلوہ پیش فرمایا ہے۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے لسانیات، شعر و ادب، رضویات، مذہبیات، سوانح حیات، سماج، سیاست، معاشیات، سائنس ہر موضوع پر لکھا ہے۔ آپ نے دوسرے مصنّفین و مولفین کے کتب و رسائل کی ترتیب بھی کی ہے۔ ان میں اضافے کے ساتھ ترتیب نو کا فریضہ بھی انجام دیا ہے۔ گزشتہ سطور میں جن عنوانات کے تحت جائزہ لیا گیا، ان سے قطع نظر دوسرے پہلوؤں اور زاویوں پر جائزہ نگاری پیش کی جا رہی ہے۔

تقدیم نگاری

خود اپنی تصنیف و تالیف یا دوسرے مصنّفین اور مولفین کی تصنیفات و تالیفات پر مقدمہ نگاری ایک مشکل امر ہے۔ دوسروں کی تصنیفات و تالیفات پر مقدمہ رقم کرنے کے لئے کتاب کے موضوع یا کتاب میں شامل علوم و فنون اور فکر و تحقیق پر مقدمہ نگار کی نگاہ گہری ہونی چاہئے اور پھر ناقدانہ شعور کو بروئے کار لا کر فریضہ تقدیم ادا کرنا چاہئے۔

اپنی تصنیف و تالیف پر تقدیم اور بھی سخت دشوار مرحلہ ہے۔ یہاں قلم کو بہت روک کر، لہجے اور انداز پر کنٹرول رکھتے ہوئے لکھنا پڑتا ہے۔ خود کو تعلی اور لفاظی سے بھی بچانا پڑتا ہے اور اس کے ساتھ حد درجہ انکسار سے بھی۔

اپنی تصنیف پر مقدمہ نگاری

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب اپنی یا دوسروں کی تصانیف پر مقدمہ نگاری کا جو فریضہ انجام دیتے ہیں ان کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ پوری کتاب کا ایک چھوٹا سا کینوس تیار کر دیتے ہیں جس پر کتاب کی پوری تصویر اتر آتی ہے اور اسلوب وہی اختیار کرتے ہیں جو تصنیف میں اختیار کیا گیا ہو۔

چند مثالیں پیش ہیں:

Marfat.com

○----جان جاں صلی اللہ علیہ وسلم از ڈاکٹر محمد مسعود احمد

زیر نظر کتاب حضور جان نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصل تکوین عالم ہونے کے سلسلے میں ہے یعنی یہ کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان جاں ہیں۔

اس کتاب میں ابتدائیہ کے عنوان سے ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب تحریر کرتے ہیں:

"ساری بہاریں انہیں کے دم سے ہیں---- وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ بس اللہ ہی اللہ ہوتا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا' وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی' جان ہے تو جہان ہے

مگر ان کو تو ہونا تھا---- ان کے صدقے سارے عالم کو وجود کی بھیک بٹنی تھی----" (ص ۵)

ابتدائیہ صرف ایک صفحہ پر لکھا گیا ہے۔ مختصر سی تحریر میں جناب ڈاکٹر مسعود احمد نے اپنی کتاب کے تعارف کو خوبصورتی اور جامعیت کے ساتھ پیش کیا ہے وہ لائق تحسین ہے۔

○----خوب و ناخوب از ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ابتدائیہ کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"دنیا اچھی بری چیزوں سے بھری پڑی ہے۔ زندگی بہت مختصر ہے انتظار نہیں کر سکتی۔ آن کی آن میں اچھی چیزوں کی اچھائی اور بری چیزوں کی برائی کا اندازہ لگانا عقل کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ بینائی سے محروم ہے اور تجربوں کی محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مجبور بندوں پر کرم فرمایا۔ انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ آخر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معبوث فرمایا اور وحی نے اس مشکل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آسان کر دیا اور وہی آسان کر سکتی تھی۔ پھر قرآن و سنت کا پیغام پہچانے والے پیغام پہنچاتے رہے۔ اچھی اور بری چیزوں کو بتاتے رہے اور اللہ کے بندوں کی رہنمائی کرتے رہے۔" (ص ۲)

Marfat.com

چونکہ اس تصنیف میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے حوالے سے "خوب و ناخوب" کو اجاگر کیا گیا ہے لہٰذا آگے اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

"انہیں رہنماؤں میں مولانا احمد رضا خاں محدث بریلوی (م ۱۳۴۰ھ ر ۱۹۲۱ء) کی شخصیت نہایت ممتاز ہے۔ عالم اسلام کے جلیل القدر محدث و فقیہہ اور مصلح و مفکر تھے۔ ایک عرصے تک ان کو نہیں سمجھا گیا اور ان کے بارے میں طرح طرح کی بے سروپا باتیں مشہور کی گئیں اور شکوک و شبہات پیدا کئے گئے۔ ان کی شخصیت کو مجروح اور سیرت کو داغدار کیا گیا لیکن ربع صدی سے عالمی سطح پر مختلف یونیورسٹیوں اور تحقیقی اداروں میں مسلسل تحقیق نے حقائق کو روشن کر کے غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا ہے----

اس مختصر مقالے میں ہم بدعت کے حوالے سے بعض امور کے بارے میں محدث بریلوی کا موقف بیان کریں گے تاکہ اصل حقائق سامنے آجائیں اور اہل علم کے لئے کوئی شک و شبہہ باقی نہ رہے۔" (ص ۳)

اس مقدمہ میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی تحریر کس قدر توانا' جامع اور استدلال سے بھرپور ہے۔ ابتدائیہ ہی میں پوری کتاب کا نچوڑ پیش کر دیا ہے۔

دوسرے مصنّفین کی تصانیف پر مقدمہ نگاری

پروفیسر مسعود احمد صاحب نے زیادہ تقدیمات رضویات پر ہی لکھی ہیں اور رضویات پر لکھنے والے ہر قلم کار کی یہ تمنا اور کوشش رہی ہے کہ ماہر رضویات-- مسعود ملت محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد چند الفاظ بطور مقدمہ رقم فرما کر اس کی کتاب کی قدر و قیمت بڑھا دیں اور اس کے نام کو معتبر و مستند بنا دیں۔

○----امام احمد رضا اور بدعات و منکرات — از مولانا یٰسین اختر مصباحی

تقدیم

"امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز یکتائے روزگار تھے۔ ایسی تابندہ اور

Marfat.com

درخشندہ ہستیاں ملک و ملت کا قیمتی سرمایہ ہوتی ہیں مگر افسوس ہم نے اس سرمایہ کو دفن کرنے کی لاحاصل کوشش کی---- علماء عرب و عجم کا تو ذکر ہی کیا- ایک نہیں سینکڑوں امام احمد رضا کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں- فقہ پر جس قدر عبور ہو گا بدعات و منکرات سے اس قدر نفور ہو گا- ہاں ایسے نا.غہ روزگار کے بارے میں زیر نظر عنوان:

امام احمد رضا اور دبدعات و منکرات کے تحت مقالہ لکھا جائے تو بجا ہے"----

(ص ۸۵'۸۷)

اس کے بعد امام احمد رضا کے چند کارناموں---- مسلک اہلسنّت و جماعت کی حمایت' انگریزوں کے زیراثر چلنے والی تحریکات کی مخالفت' ابن عبدالوہاب نجدی کے زیر اثر چلنے والی تحریکات کی مخالفت' ہنود کے زیراثر چلنے والی تحریکات کی مخالفت کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے امام احمد رضا پر لگائے گئے الزامات بالخصوص بدعات و منکرات کو فروغ دینے کے الزامات کی علمی و تحقیقی انداز میں تردید کرتے ہوئے کچھ مصنف کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"فاضل مصنف حضرت مولانا محمد یٰسین اختر مصباحی زید عنایتھم کی کوشش قابل صد تحسین و آفرین ہے- اس موضوع پر لکھنے کی ضرورت تھی- انہوں نے وقت کی ایک اہم ضرورت پوری کی---- (ص ۹۳)

رضویات پر قلم مسعود کی گل کاریاں

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی حیات و شخصیت اور علم و فضل اور ان کے کارناموں کی اجاگر کر کے جدید حلقوں اور دانش کدوں نیز مشرق و مغرب میں اپنوں اور بیگانوں تک پہنچانے اور ان سے امام احمد رضا کی عظمت کو منوانے کا جو اہم اور تقدیسی فریضہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے انجام دیا ہے وہ بس انہیں کا حصہ ہے-

Marfat.com

چند اقتباسات کی روشنی میں نثر مسعود کے مختلف جلوے

○---- "رضا بریلوی کی شاعرانہ خوبیوں کی کیا بات کی جائے۔ کون سی خوبی ہے جو یہاں نہیں---- ان کی شاعری پیکر حسن و جمال ہے۔ سبحان اللہ! معانی و بیان کی دل آویزیاں---- صنائع و بدائع کی جلوہ ریزیاں۔ تشبیہات و استعارات کی سحرانگیزیاں۔ الفاظ و حروف کی حیرت انگیز صف بندیاں، محاوروں کا حسین امتزاج۔ روزمرہ کا دل آویز استعمال۔ طرز ادا کی رنگینی و بانکپن۔ سادگی و پرکاری، ندرت فکر و خیال۔ بیساختگی۔ موسیقیت و نغمگی۔ رفعت مضامین۔ نکھرے ستھرے پاکیزہ اشعار۔ سراپا انتخاب۔ فکر و خیال کو جس سانچے میں ڈھالتے ہیں حسین سے حسین نظر آتا ہے۔ غزل کو اتنا بلند کیا کہ نعت بنا دیا اور نغمہ نعتکو اس بلند آہنگی سے چھیڑا کہ زمین و آسمان گونجنے لگے۔"

(آئینہ رضویات، حصہ سوم، ص ۱۳۰)

○---- "تعجب ہے متحدہ قومیت کے علمبرداروں نے دوقومی نظریہ کے داعی اور مجاہد فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے کچھ اس طرح بدگمان کیا گیا ہے کہ بدگمانی، بدگمانی کے رگ و ریشہ میں رچی بسی معلوم ہوتی ہے۔ متوجہ کرنے کے باوجود محققین متوجہ ہوتے نظر نہیں آتے۔ سنی سنائی باتوں پر بددل ہو جانا محقق و مورخ کو زیب نہیں دیتا مگر ہمارے ملک میں یہ بھی ہوتا ہے----"

(آئینہ رضویات، حصہ سوم، ص ۱۹۲)

صرف دو اقتباسات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

☆ نمبر (۱) میں تخلیقی نثر کا حسین جلوہ بھرا ہوا ہے چھوٹے چھوٹے جملوں میں سادگی اور پرکاری کا کیسا حسین سنگم لہریں لے رہا ہے۔ کیا حسین بیانیہ انداز۔ تبصرہ میں کیسا جمالیاتی اظہار!---

☆ اقتباس نمبر (۲) میں علمی و تحقیقی نثر کی خوبصورت تصویر دیکھئے۔ جامعیت،

Marfat.com

اختصار اور استدلال کے ساتھ لطیف طنز کا ستھرا نکھرا جلوہ بھی موجود ہے۔

رضویات ہی کے ضمن میں امام احمد رضا کے صاحبزادگان اور خلفاء کے تذکروں کو بھی شامل کیا جا رہا ہے۔ امام احمد رضا کے صاحبزادہ اصغر مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے مختصر تذکرے میں مسعود احمد صاحب کے قلم کی روانی اور جوانی ملاحظہ کیجئے:

○ ----"ہاں وہ کون ہے جس کے لئے آج آنکھ اشکبار ہے؟ ہاں، وہ کون ہے جس کے لئے آج دل بیقرار ہے؟ ہاں وہی جو دلوں میں رہتا ہے جو آنکھوں میں بسا تھا۔

کسی صورت سے بھولتا ہی نہیں
آہ! یہ کس کی یادگاری ہے
کیا کہوں تم سے بیقراری کی
بیقراری سی بیقراری ہے

ہاں، وہ وہی شہزادہ عالی وقار ہے جو ۲۲ ر ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ کو آفتاب بن کر افق بریلی پر جلوہ گر ہوا جس کا نام نامی مرشد نوری نے "ابوالبرکات محی الدین جیلانی"---- والد گرامی نے "محمد" رکھا اور عرف "مصطفیٰ رضا" تجویز کیا گیا۔"

(شہزادہ اعلیٰ حضرت---- حضور مفتی اعظم، ص ۲-۳)

○ ----"داھنے ہاتھ سے لینا اور کھانا سنت ہے۔ اس سنت سے اب عوام تو عوام خواص بھی غافل نظر آنے لگے ہیں۔ مگر اس کی نگاہ پاک آخر تک سنت ہی کو تکتی رہی۔ وہ حال سنت ہی میں محو تھا۔ کوئی خلاف سنت عمل اس کو نہ بھاتا تھا----

(ایضا" ص ۹)

دو مختصر اقتباسات میں بیانیہ نثریں--- ایک میں نثریں شعریت اور دوسرے میں سادگی اور صفائی کے الگ الگ نمونے موجود ہیں۔ قلم کی پختہ کاری، ایک قلم سے دھنک کے رنگ پیش کرنا ایک صاحب طرز ادیب ہی کا کام ہے۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب تخلیق کار بھی ہیں اور محقق بھی۔ انہوں نے تخلیقی اور

Marfat.com

علمی و استدلالی نثر کے جلوے دکھائے ہیں اور اپنے خصوصی انداز نگارش سے اپنی ایک پہچان بنا لی ہے۔

نثر میں شعریت اور شعری فضا کا اہتمام

گو ڈاکٹر مسعود احمد صاحب شعر نہیں کہتے لیکن ان کا ذہن جہاں تحقیقی اور علمی ہے وہاں ان کا دل شاعرانہ ہے۔ ان کی نثری تحریروں میں ایک شاعر کی صریر خامہ سنائی دیتی ہے۔

چند اقتباسات ملاحظہ کیجئے:

○ ----"کچھ نہ تھا۔ نہ زمین تھی نہ آسمان۔ نہ آفتاب تھا نہ ماہتاب۔ نہ دن تھا نہ رات۔ نہ گرمی تھی نہ سردی۔ نہ نسیم تھی نہ شمیم۔ نہ پھول تھے نہ پھل۔ نہ بہار تھی نہ خزاں۔ نہ بادل تھے نہ برسات۔ نہ چرند تھے نہ پرند۔ نہ صحرا تھے نہ گلشن۔ نہ شجر تھے نہ حجر----

کچھ نہ تھا وہی وہ تھا۔ پھر کیا ہوا؟---- کائنات کی وسیع و عریض فضاؤں میں ایک نور چمکا۔ وہ نور کیا چمکا گویا زندگی میں بہار آگئی۔ سلسلہ چل نکلا۔ چراغ سے چراغ جلنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارا جہان جگمگانے لگا۔"

(جان جاناں ﷺ، ص ۲۳)

○ ----"ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ چاند تھا لیکن بے نور سا۔ تارے تھے لیکن بجھے بجھے سے۔ آفتاب تھا لیکن ڈوبا ڈوبا سا۔ عقلوں پر پتھر پڑ گئے تھے، دل اجڑ گئے تھے اور خزاں نے بہاروں کو لوٹ کر چمن ویران کر دیئے تھے کہ اچانک:

یوں افق در افق جھلملائی شفق
شب پہ جس طرح شب خوں مارا گیا
اور پھر نور کا ایسا تڑکا ہوا
ہر طرف انقلاب آگیا۔"

(جان جاں ﷺ، ص ۳۸)

Marfat.com

○---"فرزانوں کی بستی میں وہ ایک دیوانہ تھا جس نے محبت کے چراغ روشن کئے۔ جس نے سونی محفلوں کو باغ و بہار بنایا۔ جس نے کشت ویراں کو لالہ زار کیا۔ جس نے آندھیوں میں دیئے جلائے۔ جس نے طوفانوں میں کشتیاں چلائیں۔ وہ یداللہ تھا۔"

(عاشق رسول' ص ۵)

○---"چاند چمک رہا ہے' ستارے کھل رہے ہیں' نور کی پھوار پڑ رہی ہے۔ اچانک غلغلہ بلند ہوا۔ ایک ندا دینے والا ندا دے رہا تھا۔۔ لوگو! صدیوں سے جس ستارے کا انتظار تھا' دیکھو دیکھو آج وہ طلوع ہو گیا--- آج وہ آنے والا آگیا---"

(جشن بہاراں' ص ۹)

○---"رضا بریلوی جب اپنے محبوب دل آرا کی محبت میں ڈوبتے ہیں اور اس کے حسن دل افروز کو شعروں میں ڈھالتے ہیں اور یہ محسوس ہوتا ہے۔ جیسے دل مچل رہے ہوں۔ جیسے آنکھیں برس رہی ہوں۔ جیسے سینے پھنک رہے ہوں۔ جیسے چشمے ابل رہے ہوں۔ جیسے فوارے چل رہے ہوں۔ جیسے گھٹائیں چھا رہی ہوں۔ جیسے پھوار پڑ رہی ہو۔ جیسے مینہ برس رہا ہو۔ جیسے جھرنے چل رہے ہوں۔ جیسے دریا بہہ رہے ہوں۔ جیسے صبا چل رہی ہو۔ جیسے پھول کھل رہے ہوں۔ جیسے خوشبو مہک رہی ہو۔ جیسے تارے چمک رہے ہوں۔ جیسے کہکشاں دمک رہی ہو---- ایک ایک شعر میں جہان معنی آباد ہے۔"

(انتخاب حدائق بخشش' ص ۱۱'۱۲)

○---"دنیا میں ہر ابتداء کی انتہا ہے۔ اور ہر انتہا کی ابتداء۔ ہر آغاز کا انجام ہے۔ اور انجام کا آغاز۔ اے انسانو! اے آسمان دنیا کے ستارو۔ اے بہار تخلیق کے دل کش بیل بوٹو! اے محبت و عشق کے رازدارو!---- ذرا آنکھیں کھولو!"

(قیامت' ص ۵)

○---"وہ بڑا ہی دل گداز ہے۔ دل تڑپ جاتا ہے' آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

ہاں جس کے دل پر گزرتی ہے وہی خوب جانتا ہے۔

عاشق نہ شدی و محنت و الفت نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامہ ہجراں چہ کشید ؟"
(قبلہ' ص ۱۹)

○----"ہاں صدیوں سے جس کا انتظار تھا وہ نبی آگیا۔ اس کے جوار میں رہنے والوں کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے جو ہزار تمناؤں و آرزوؤں کے بعد شاید زندگی میں ایک بار آئے ہیں۔ ان کے دل میں محبت کی آگ سلگ رہی ہے۔

هل الحب الازفرة بعد زفرة
وحر على الاحشاء ليس له برد"
(قبلہ' ص ۳۱)

☆ مندرجہ بالا اقتباس نمبرا میں---- سارے ٹکڑے----

"نہ زمین تھی نہ آسمان۔ نہ آفتاب تھا نہ ماہتاب------ نہ شجر تھے نہ حجر۔" کس قدر ہم وزن اور ہم آہنگ ہیں اور صوتی آہنگ اور الفاظ کے وزن کا التزام شعر ہی میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر مسعود احمد نے آہنگ برپا کر کے اور اس میں روانی پیدا کر کے عبارت کو ایک خوبصورت رواں دواں نظم کا روپ دے دیا ہے۔ نور سرکار علیہ السلام کے لئے استعارہ ہے۔

☆ اقتباس نمبر ۲ میں اندھیرے کی مناسبت سے ہر شے کو بے نور ثابت کیا ہے۔ آفتاب' ماہتاب تاروں' عقلوں' دلوں اور چمن زاروں کو---- اور لفظوں کی دل آویزی اور خوش آوازی اور منظر نگاری جیسی شعری فضا پیدا کرتی ہے۔

اندھیرا کیسا روشن اشارہ ہے اور ایک طرح سے استعارہ ہے اس بات کا کہ کچھ تھا ہی نہیں سوا خالق کے۔ اس اقتباس میں شاعرانہ فضا کا حسین اہتمام بھی ہے۔ مضمون کی مناسبت سے کتنے برمحل اور خوبصورت اشعار منتخب کئے ہیں کہ نثر کا مزہ ہی کچھ اور ہو گیا ہے۔

Marfat.com

☆ اقتباس نمبر ۳ میں روانی اور برجستگی لائق دید ہے۔ "وہ" کے ساتھ "جس نے" کا اشارہ اور پھر "جس نے" کی تکرار اور اسی کی وضاحت و صراحت۔۔۔۔ آخر میں اسے "یداللہ" بتانا۔۔۔۔ رمزیت میں وضاحت اور وضاحت میں رمزیت کا حسین انداز! یہی تو شاعری ہے۔ "یداللہ" استعارہ ہے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے لئے۔

☆ اقتباس نمبر ۴ میں منظر نگاری شباب پر ہے۔ جملے کا ہر ٹکڑا ایک شعری پیکر بن گیا ہے۔

☆ اقتباس نمبر ۵ میں بھی منظر نگاری کا حسین انداز موجود ہے۔ شعر رضا کے لئے کیسی کیسی حسین اور رواں دواں تشبیہات دی ہیں۔۔۔۔ "جیسے چشمے ابل رہے ہوں۔ جیسے فوارے چل رہے ہوں۔ جیسے گھٹائیں چھا رہی ہوں۔ جیسے پھوار پڑ رہی ہو۔۔۔۔ جیسے کہکشاں دمک رہی ہو۔"

☆ اقتباس نمبر ۶ میں شعری نزاکت بھی ہے اور انداز حکایت بھی۔

اے انسانو! اے آسمان دنیا کے ستارو۔۔۔۔ اے بہار تخلیق کے دلکش بیل بوٹو۔۔۔۔ اے محبت و عشق کے راز دارو!۔۔۔۔"

ستارو، بیل بوٹو، رازدارو ہم آہنگ الفاظ ہیں اور یہ نثر کو پر لطف بنا دیتے ہیں۔ "ہر ابتداء کی انتہا۔۔۔۔ ہر انتہا کی ابتداء۔۔۔۔ ہر آغاز کا انجام۔۔۔۔ ہر انجام کا آغاز" میں لفظی تقدم و تاخر نے بھی شعریت پیدا کی ہے۔

☆ اقتباس نمبر ۷ اور ۸ میں فارسی اور عربی اشعار کی آمیزش سے نثر میں شعریت کے ساتھ ساتھ شاعرانہ فضا کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر مسعود صاحب کبھی کبھی شعر سے مضمون کی ابتداء کرتے ہیں۔ مثلاً"

ہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں وہ وہاں تمہارے لئے

"ساری بہاریں انہیں کے دم سے ہیں۔ وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔
بس اللہ ہی اللہ ہوتا۔" (جان جاں ﷺ، ص ۵)

Marfat.com

الحمد للمتوحد بجلاده المتفرد
وملوتل دوماعلی خیرالانام محمد

''جب آسمان سجایا جا رہا تھا۔ جب زمین بچھائی جا رہی تھی۔۔۔
جس کی چمک دمک سے سب چمکنے والوں کی چمک ماند پڑ گئی۔''
(آخری پیغام' ص ۲۸)

کبھی کبھی ڈاکٹر مسعود احمد عبارت کے اختتام پر شعر کا برمحل استعمال فرماتے ہیں جیسا کہ اقتباس نمبر ۷ اور ۸ میں ملاحظہ کیا۔

وہ اردو' فارسی اور عربی' ہر زبان کے اشعار کا برمحل استعمال کرتے ہیں اور بالخصوص عربی اشعار کا استعمال ان کی نثر کو مزید حسین اور باوقار بنا دیتا ہے۔

ڈاکٹر مسعود احمد تشبیہات و استعارات کم ہی استعمال کرتے ہیں وہ ان زیورات سے عروس نثر کو بوجھل کر کے اس کے حسن کو کم نہیں کرتے بلکہ سادگی کے سنگھار سے آراستہ کر کے نثر کو جان لیوا حسن عطا کرتے ہیں۔

ڈاکٹر مسعود کے اسلوب میں تخیل کا عنصر

نثر مسعود کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فکری قوت اور منطقی توانائی کے ساتھ ساتھ لطف اور اثر بھی پایا جاتا ہے۔ وہ فکر کے خاکوں میں تخیل کا رنگ بھرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

چند مثالیں ملاحظہ کیجئے:

○---''تصور حیات کی یہی پنہائی اور وسعت ہی ہے جس نے پیغام محمدی کو نہایت ممتاز کر دیا ہے۔''

(مصطفوی نظام معیشت' ص ۳)

○---''۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد دہلی میں فسادات پھوٹ پڑے۔ مسلمانوں کا

Marfat.com

قتل عام شروع ہو گیا' کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا۔"

(روح اسلام' ص ۲۵)

○---"دنیا کی زندگی ایک گھڑی دو گھڑی سے زیادہ نہیں۔ پھر وہ آنے والی مصیبت آئے گی۔ اچانک آئے گی۔ سب ہکا بکا رہ جائیں گے۔"

(قیامت' ص ۲۲)

○---"یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ آپ کے ہم وطنوں نے آپ پر مصائب کے پہاڑ توڑے مگر آپ نے سب کچھ خندہ پیشانی اور کمال صبر و تحمل سے برداشت کیا۔"

(رواداری' ص ۸)

○---"فضا میں ایک لرزش سی پیدا ہوئی--- یہ الفاظ کیا ارشاد ہوئے بجلی سی کوند گئی۔"

(محبت کی نشانی' ص ۱۸)

○---"جب کوئی عاشق رسول سورہ احزاب پڑھتا ہے تو اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حریم جاناں میں بیٹھے ہیں۔"

(جان جاں ﷺ' ص ٦٦)

○---"اس حکایت خونچکاں کو کیا بیان کیا جائے کہ سننے کے لئے پتھر کا جگر چاہئے۔ فارس کے غلام بظاہر اطاعت گزار تھے لیکن عرب مسلمانوں کے خلاف ان کے دل میں حسد کی آگ بھڑک رہی تھی کہ انہوں نے ان کی شاہی کو خاک میں ملایا تھا اور ان کے تخت کو روندا تھا۔ ان لوگوں نے فاروق اعظم سے انتقام لینے کی ٹھانی۔"

(فاروق اعظم کا غیر مسلموں سے سلوک' ص ۲۷)

○---"جس نے آندھیوں میں دیئے جلائے' طوفانوں میں کشتیاں چلائیں۔ وہ یداللہ تھا۔"

(عاشق رسول' ص ۵)

☆ اقتباس نمبرا میں "وسعت' پنہائی اور نہایت" نے جو تصور دلایا ہے' اس پر غور

Marfat.com

کیجئے۔

☆ اقتباس نمبر ۲ میں "قتل عام اور کشت و خون کے بازار کے گرم ہونے" میں مبالغہ ملاحظہ ہو۔

☆ اقتباس نمبر ۳ میں "ایک گھڑی دو گھڑی، اچانک اور ہکا بکا رہ جانا"---- محاورہ بندی اور پھر "اچانک اور ہکا بکا" کے استعمال سے نثر میں تیزی اور توانائی کا انداز دیکھئے۔

☆ اقتباس نمبر ۴ "مصائب کے پہاڑ توڑنا"---- بظاہر شاعرانہ مبالغہ ہے لیکن سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ڈھائے گئے ظلم کے لحاظ سے اس محاورہ سے بہترین اور کسی لفظ کا استعمال مناسب بھی نہیں تھا۔ یہاں تخیل بھی ہے اور حقیقت بھی۔

☆ اقتباس نمبر ۵ "فضا میں لرزش پیدا ہونا"---- ارشاد سے "بجلی کوند جانا"---- مبالغہ بھی ہے اور تشبیہات کا حسین استعمال بھی۔

☆ اقتباس نمبر ۶ "اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے حریم جاناں میں بیٹھے ہیں"---- میں تصور کی وسعت ملاحظہ کیجئے۔

☆ اقتباس نمبر ۷ "حکایت خوں چکاں، پتھر کا جگر، حسد کی آگ بھڑکنا، شاہی کو خاک میں ملانا"---- میں وسعت تصور، محاورہ بندی، مبالغہ آمیزی لائق دید ہیں۔

☆ اقتباس نمبر ۸ "آندھی میں دیا جلانا---- طوفان میں کشتی چلانا---- یداللہ ہونا" محاورہ بندی بھی ہے۔ مبالغہ آرائی بھی اور صداقت بیانی بھی۔ "یداللہ ہونا" گپ یا مبالغہ نہیں---- ولی اللہ بے شک یداللہ ہوتا ہے۔

تخیل کا یہ پہلو ڈاکٹر مسعود احمد کے مزاج اور طبیعت کے مختلف رنگوں کو ظاہر کرتا ہے۔ ویسے اپنی تحریرات میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب جو منظر نگاری فرماتے ہیں اور فکر کو الفاظ اور تراکیب کے نور سے جس طرح چمکاتے ہیں وہ بھی ان کے تخیل کا ایک حسین پہلو ہے۔

Marfat.com

حسن کاری کے مزید انداز

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب--- الفاظ کی تکرار--- آوازوں کے جوڑوں اور کچھ مخصوص قسم کے تکیہ ہائے کلام سے نثر میں جمال، نغمگی، برجستگی اور جوش پیدا کر دیتے ہیں اور ان کے اس انداز سے ان کی طبیعت کے متنوع رنگ اور کیفیات کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور یہ سارے رنگ اور تمام کیفیات حسن و محبت اور خلوص ہی کا پرتو ہوتے ہیں۔

چند اقتباسات ملاحظہ کیجئے:

○--- "ہاں آنیوالے ہر پیغمبر نے اپنی اپنی قوم کو جس کی آمد آمد کی خوشخبریاں سنائیں۔ جو سب کے لئے آیا تھا۔ جو ساری قوموں کے لئے آیا تھا۔ جو سارے جہان کے لئے آیا تھا۔"

(جان جاناں ﷺ، ص ۳۳)

○--- "جس کی آمد آمد کے ذکر اذکار قرنوں سے چلے آرہے تھے۔ جس کے لئے یہ سارا سنسار سجایا تھا۔ جس کا انتظار کرتے کرتے دنیا والوں کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔ جس کے لئے سارا عالم چشم براہ تھا۔"

(جان جاناں ﷺ، ص ۴۱)

○--- "ہم دیکھتے ہیں کہ سورج مشرق سے نکلتا ہے، مغرب میں غروب ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں گرمی اور سردی اپنے اپنے وقت پر آتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہار و خزاں اپنے اپنے وقت پر آتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پھل پھول اپنے اپنے وقت پر نکلتے ہیں۔ سب کاموں کا اپنا اپنا وقت ہے۔"

(قیامت، ص ۸)

○--- "تحریر بھی ایک فن لطیف ہے۔ یہ وہ فن ہے جس نے انسانی تہذیب و تمدن میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا--- ابتداء میں تصویری تحریر نے جنم لیا جو بات کہی جاتی تصویری خاکے کی زبانی کہی جاتی--- پھر الفاظ و حروف نے تحریر کی جگہ لے

Marfat.com

لی---- رفتہ رفتہ یہی حروف پیکر حسن و جمال بن گئے اور فن خطاطی ایجاد ہوا۔ گل کاریوں اور رنگ آمیزیوں نے اس کے حسن کو اور دوبالا کر دیا----

اس وقت جب وہ الفاظ و حروف کے سرنہاں سے واقف نہ تھا گرد و پیش نظر آنے والے جانوروں کی تصاویر کی مدد سے اپنے جذبات کی ترجمانی کرتا۔ اب شاعری میں مصوری کی جاتی ہے۔ پہلے مصوری میں شاعری کی جاتی تھی۔"

(آخری پیغام' ص ۱۹۸)

○----"دیکھو دیکھو ذرا دیکھو۔ اس کی سنو! شاعروں سے کہا۔ سنو سنو ذرا اس کی سنو! نہ کسی نے سنا اور نہ دیکھا۔"

(عاشق رسول' ص ۱۰)

☆ اقتباس نمبر ۱ تا ۵---- "جو جس کی' جس کے' ہم' دیکھتے' وقت' اس کی" وغیرہ کی تکرار---- "آمد آمد' کرتے کرتے' اپنے اپنے' رفتہ رفتہ"--- وغیرہ کے جوڑوں سے نثر میں حسن برپا کیا ہے۔ نغمگی اور موسیقیت پیدا کی ہے۔

☆ اقتباس نمبر ۴ میں "اب شاعری میں مصوری کی جاتی ہے' پہلے مصوری میں شاعری کی جاتی تھی" کے لفظی تقدم و تاخر نے بھی حسن بھرا ہے۔

علاوہ ان کے ڈاکٹر صاحب موصوف کے چند تکیہ ہائے کلام بھی ہیں---- جیسے اقتباس نمبر ۵ میں---- "دیکھو دیکھو ذرا دیکھو' سنو سنو ذرا اس کی سنو" وغیرہ۔

اسی طرح ان کی دوسری تصانیف میں---- سبحان اللہ!' اللہ اللہ' وغیرہ الفاظ تکیہ ہائے کلام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان تکیہ ہائے کلام کی بھی اپنی اہمیت ہے ان سے تحریر میں حسن کے ساتھ ساتھ جوش بھی پیدا ہوتا ہے۔

تحریر میں خطابت کا انداز

خطابیہ نثر کا شمار بھی تخلیقی نثر میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے یہاں کھوکھلے الفاظ یا نعرے بازی نہیں ہے بلکہ ان کی خطابت میں بجلی کی تڑپ اور شعلے کی لپک ہے

Marfat.com

گھن گرج نہیں۔

چند اقتباسات ملاحظہ کیجئے:

○۔۔۔۔"ہم قرآن کریم نہیں دیکھتے، ہم قرآن حکیم نہیں پڑھتے، سنی سنائی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں، بہت بھولے ہیں۔ جب قرآن کریم میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہر بات کی تفصیل موجود ہے تو پھر قرآن کریم سے کیوں نہ پوچھا جائے۔ ادھر ادھر کیوں بھٹکتے رہیں۔ ایک ایک کا منہ کیوں تکتے رہیں؟ کوئی کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ۔ دل الجھ کر رہ جاتا ہے، دماغ پراگندہ ہو جاتا ہے۔ متاع عشق و محبت برباد ہونے لگتی ہے، جب وہ برباد ہو گئی تو پھر کیا رہ گیا ایک خاک کا ڈھیر، ایک بے جان لاشہ۔ محبت کی باتیں اتنی مشکل نہیں جو سمجھ میں نہ آسکیں۔ دل والا ہو تو بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہ باتیں دماغ سوزی سے سمجھ میں نہیں آتیں۔"

ہے دانش برہانی حیرت کی فراوانی" (تعظیم و توقیر، ص ۳)

○۔۔۔۔"کیا جدید اور قدیم حکومتوں میں کوئی ایسی حکومت ہے جس نے اپنی رعایا سے ٹیکس نہ لیا ہو؟ اور بغیر ٹیکس لئے اس کے سارے کام بنا دیئے ہوں؟ نہیں نہیں، ہرگز نہیں۔ تو پھر جزیہ لینا کون سا گناہ ہو گیا؟ کیا جزیہ کے نام سے چڑ ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس کا بھی تدراک کر کے دکھا دیا گیا۔ کاش عقل سے عاری اور دل سے خالی دیوانے اس ٹیکس کی حقیقت و افادیت پر غور کرتے اور یہ سوچتے کہ اتنی حقیر رقم کے بدلے کیسے کیسے فوائد و منافع مل رہے ہیں!

۱۔ جان کی حفاظت

۲۔ مال کی حفاظت

۳۔ ناموس کی حفاظت

۴۔ مذہب کی حفاظت

۵۔ جہاد سے استثناء (کوئی غم نہیں، ہمیشہ سکون و چین کی زندگی بسر کیجئے)

۶۔ اپنے دشمنوں کی مدافعت اور مقابلے سے بے فکری (کہ یہ کام خود مسلمانوں کا

Marfat.com

ہے کہ وہ ذمیوں کے دشمنوں سے لڑیں' ذمیوں کا نہیں)

یہ دل بہلانے والی باتیں نہیں جیسی دور جدید کی سیاست میں ہوا کرتی ہیں' یہ جھوٹی ضمانت نہیں سچی ضمانت ہے' خدا اوراس کے رسول کی ضمانت' اس سے بڑھ کر اور کیا ضمانت ہو گی ؟"

(فاروق اعظم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک' ص ۱۸'۱۹)

مندرجہ بالا اقتباسات میں خطابت موجود ہے لیکن وضاحت اور صراحت کے ساتھ---- یہاں صرف لفظوں کی جادوگری نہیں ہے بلکہ ہر ہر لفظ سچائی کا ترجمان ہے۔

☆ اقتباس نمبرا میں "ہم" کی تکرار۔ "ایک ایک' ادھر ادھر' کوئی کچھ' کوئی کچھ" کی آوازوں کے جوڑے وغیرہ زور پیدا کرتے ہیں۔

☆ اقتباس نمبر۲ میں "کیا' کون' ایسا---- نہیں نہیں' ہرگز نہیں" وغیرہ الفاظ نے بیان میں زور پیدا کیا ہے۔

استفہامیہ انداز

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے---- اپنے استفہامیہ انداز سے نثر میں کئی حسین زاویئے بنائے ہیں---- ابہام' رمزیت' استعجاب' تحیر' تشکیک' تیقن وغیرہ---- اور ان کے لئے آپ نے کون' کب' کیا' کیوں' کیسے' کس لئے' کہاں وغیرہ الفاظ سے اور نہ نہیں وغیرہ لفظ پر زور دے کر یہ زاویئے بنائے ہیں۔

ابہام' رمزیت' استعجاب' تحیر' تشکیک' تیقن ہر ایک میں ایک حسن ہوتا ہے اور اس طرح ڈاکٹر صاحب نے نثر کو متنوع قسم کا حسن عطا کیا ہے۔

چند مثالیں :

○---- "کب سے دنیا قائم ہے اور کون جانے کہ کب تک دنیا قائم رہے گی۔"

(آخری پیغام' ص ۳۰)

○---- "وہ کیسی مبارک ساعت ہو گی جب اللہ نے اپنے نور سے نور

Marfat.com

محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا' آپ کے ذکر کو بلند فرمایا۔"

(سلام و قیام' ص ۱)

○---"کیا جب ہم مر جائیں گے ریزہ ریزہ ہو جائیں گے' غبار راہ بن کر اڑ جائیں گے--- کیا پھر زندہ کئے جائیں گے؟"

(قیامت' ص ۹)

○---"ذکر مصطفیٰ کہاں نہیں؟--- کوئی جگہ نہیں' جہاں نہیں--- اللہ اللہ! ان کے کرم سے موجودات نے لباس وجود پہنا۔"

(جان جاں ﷺ' ص ۷)

○---"نہ معلوم فیصلے کا وقت کب آئے گا؟ ہم کب بیدار ہوں گے؟ ہم کب جائیں گے؟ ہم کب اپنی سیرتوں کو جگائیں گے؟--- کیا اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کا وقت نہیں آیا ہے؟ کیا ابھی اور ٹھوکریں کھانی ہیں؟ نہیں نہیں وقت آگیا۔ وقت کی پکار یہی ہے کہ ہم اپنی سیرتوں کو اسوہ حسنہ سے سجائیں۔"

(جان جاناں ﷺ' ص ۱۶۰)

○---"ہاں ان کا ذکر بار بار کیوں کیا جا رہا ہے--- ان کی یاد بار بار کیوں دلائی جا رہی ہے--- ان کا اعلان بار بار کیوں کیا جا رہا ہے--- ان کا نام نامی بار بار کیوں لکھا جا رہا ہے--- ان کے گیت بار بار کیوں گائے جا رہے ہیں--- ان کے نغمے بار بار کیوں الاپے جا رہے ہیں--- ہاں اس لئے کہ دل محبت مصطفیٰ سے جلنے لگیں--- ہاں اس لئے کہ سینے عشق مصطفیٰ سے پھنکنے لگیں--- ان کو محض عام بشر بنا کر نہیں' محبوب بنا کر بھیجا گیا۔"

(جشن ولادت' ص ۲۹)

☆ اقتباس نمبر ا میں "کب اور کون" سے استفہام پیدا کیا ہے۔ "کب اور کون" کی تکرار سے صوتی آہنگ برپا کیا ہے جو استفہام کے حسن کو دوبالا کرتا ہے۔

☆ اقتباس نمبر ۲ میں بھی استفہام ہے۔

Marfat.com

☆ اقتباس نمبر ۳ میں حیرت و استعجاب ہے۔

☆ اقتباس نمبر ۴ میں پہلے تشکیک پھر تیقن۔

☆ اقتباس نمبر ۵ میں پہلے سوال کیا گیا ہے پھر نہیں نہیں پر زور ڈال کر منفی انداز کو مثبت بنایا گیا ہے اور اس طرح سوال کا جواب ہاں میں دے کر تیقن کی فضا پیدا کر دی ہے۔

☆ اقتباس نمبر ۶ میں کیوں سے سوالیہ انداز پیدا کر کے جواب دیا ہے۔

ڈاکٹر مسعود صاحب کا یہ انداز ان کے اظہار کی ندرت اور مزاج کی انفرادیت کا غماز ہے۔ اس انداز میں سادگی میں پرکاری--- اور طرز ادا کا بانکپن جلوہ دکھا رہا ہے۔

تلمیحات کا استعمال

شعر کی طرح نثر میں بھی صنعت تلمیح کا استعمال کیا جاسکتا ہے البتہ نثر و نظم دونوں مقامات پر اسے برتنے کا سلیقہ چاہئے۔ ڈاکٹر مسعود احمد نے اپنی تحریروں میں بہت ہی خوبصورتی اور چابکدستی سے تلمیحات کو برتا ہے۔

چند مثالیں ملاحظہ کیجئے:

○--- "آپ کی عظمت و شان کے اظہار کے لئے آپ کے آباء کی قسم کھائی۔ آپ کی حیات مبارک کی قسم کھائی۔ آپ کے شہر مقدس مکہ معظمہ کی قسم کھائی۔ آپ کے اخلاق عالیہ کا ذکر فرمایا۔ آپ کی عادت کریمہ کا ذکر فرمایا۔ آپ کے علم و فضل کا ذکر فرمایا---"

(تعظیم و توقیر، ص ۶)

قرآن مقدس نے سرکار علیہ السلام کے "آباء-- حیات-- شہر" وغیرہ کی قسم یاد فرمائی ہے۔ یہ سب قرآنی تلمیحات ہیں--- سورہ بلد، سورہ حجر، سورہ قلم، سورہ توبہ،

Marfat.com

سورہ تکویر وغیرہ کا حوالہ یا اشارہ ہے۔

ان تلمیحات کے استعمال سے مسعود صاحب نے سرکار علیہ الصلوٰۃ و السلام کی عظمت کا بڑا حسین اور جامع اظہار فرمایا ہے۔

○---"اللہ کو اپنے محبوبوں سے بڑی محبت ہے---- ان سے تو محبت ہے ہی' ان چیزوں سے بھی محبت ہے جن سے محبوبوں کو نسبت ہے۔ اس رمز محبت کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ دل میں اتار لیجئے۔ لکڑی کا وہ صندوق جس میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیھم السلام کے تبرکات تھے' قرآن حکیم نے اس کو "چین کا گھر" قرار دیا اور فرشتوں نے اسے اٹھایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے "نشان قدم" کو بیت اللہ کے سامنے رکھوایا اور اپنی نشانی قرار دیا۔ حضرت ہاجرہ علیہ السلام کے "نشان راہ" کو اپنی نشانی قرار دیا اور اس کے گرد چکر لگانے کی اجازت دی گئی۔"

(تعظیم و توقیر' ص ۷)

حضرت موسیٰ' حضرت ہارون' حضرت ابراہیم' حضرت ہاجرہ---- تلمیحات ہیں۔ علاوہ ان کے "چین کا گھر' سکینہ کے لئے" (سورہ بقرہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم و مقام ابراہیم کا بھی ذکر سورہ بقرہ میں ہے۔ حضرت ہاجرہ کے نشان راہ اور اس کے گرد چکر لگانے یعنی صفا و مروہ کی سعی کا ذکر سورہ بقرہ میں ہے۔

مسعود ملت ڈاکٹر مسعود احمد صاحب قبلہ کی دوسری تصانیف مثلاً"---- "جان جاناں---- جان جاں' رحمتہ للعالمین' نسبتوں کی بہاریں" وغیرہ میں بھی تلمیحات کا حسن دیکھا جاسکتا ہے۔

اقتباسات

ڈاکٹر مسعود احمد نے قرآن و احادیث کے اشارے' آیات و احادیث کا ایسا برمحل اور برجستہ استعمال فرمایا ہے کہ نثر میں جان پیدا ہو جاتی ہے اور نثر مسعود جمال اور جلال دونوں حسن سے معمور ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

○---- ''جب نور محمدی ﷺ کے سوا کوئی مخلوق نہ تھی تو درود بھیجنے والا اللہ ہی اللہ تھا' پھر جب فرشتے پیدا کئے گئے تو وہ بھی درود بھیجنے لگے۔ ساری مخلوق کو اگر دس حصوں پر تقسیم کیا جائے تو نو حصے فرشتے ہیں اور ایک حصہ تمام مخلوق---- پھر اس مخلوق میں انسان کتنے ہیں ؟ ان انسانوں میں مسلمان کتنے ہیں ؟ان مسلمانوں میں درود پڑھنے والے کتنے ہیں ؟ ہم گنتیاں گنتے رہیں' حساب لگاتے رہیں مگر اللہ کے فرشتے تو ان گنت ہیں' ہر لمحہ و ہر آن درود بھیج رہے ہیں' سبحان اللہ !---- جب یہ نوید سنائی گئی تو بعد میں یہ آیت نازل ہوئی ان اللّٰہ وملئکتہ یصلون علی النبی۔ تو محبوب رب کریم ﷺ کا مبارک چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔''

(سلام و قیام' ص ۱)

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے قرآن کریم کے سورہ احزاب کی آیت کے ٹکڑے کو کس طرح اردو کے ساتھ ضم کیا ہے کہ نثر کو ایک نورانیت مل گئی ہے۔

○---- ''بیت اللہ شریف دنیا میں سب سے پہلی عبادت گاہ اور سب سے پہلا قبلہ ہے---- ان اول بیت وضع للناس للذی بیکتہ مبرکا وھدی للعالمین

○''بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے' برکت والا اور سارے جہان کا راہنما''---- پھر رفتہ رفتہ دنیا والے گمراہ ہونے لگے' ان پر طوفان آیا' بیت اللہ اٹھا لیا گیا۔ صدیوں بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام نے اللہ کے حکم سے بیت اللہ کی بنیادوں کو دوبارہ اٹھایا---- واذ یرفع ابراھیم القداعد---- انت السمیع العلیم○

(قبلہ' ص ۷'۸)

اس اقتباس میں قرآن کریم کی دو آیتوں کو نہایت خوبصورتی اور چابکدستی سے ڈاکٹر موصوف نے ضم کیا ہے اور خوبی یہ کہ ایک الگ آیت کے ترجمہ کو اس برجستگی کے ساتھ آیت کے ساتھ ضم کر دیا کہ روانی میں اضافہ ہو گیا۔

زیر نظر اقتباس میں تلمیحی حسن بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

○---- ''حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایام علالت میں ایک روز صحابہ کرام مسجد نبوی شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاشانہ اقدس کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کرام کو دیکھ کر مسکرائے۔ خوشی کے مارے صحابہ کرام کی نظریں نماز ہی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف لگ گئیں' قریب تھا کہ سب نماز توڑ دیتے مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ نماز مکمل کر لو---- پھر آپ کاشانہ اقدس میں تشریف کے لئے اور پردہ ڈال دیا---- اور نماز میں شریک تھے' روایت کے الفاظ سے اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ بچشم خود ملاحظہ فرما رہے ہیں اور بیان فرما رہے ہیں' آپ بھی اس روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) فَكَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوفِ الصَّلٰوةِ
(۲) ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ
(۳) فَنَكَصَ أَبُوبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ
(۴) وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ أَنْ يَفْتَتِنُوْا فِي صَلٰوتِهِمْ
(۵) فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(۶) ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ

(بخاری شریف: ج ۲، ص ۶۲۷، لاہور)

کتنی حدیثیں بیان فرمائی ہیں---- یہ ہے خامہ مسعود کا کمال!

تلمیعات کا استعمال

قرآن و احادیث کے اقتباسات کے علاوہ اردو کے ساتھ فارسی و عربی یا کسی زبان کے الفاظ' کلمہ وغیرہ کا استعمال صنعت تلمیع کہلاتا ہے اور نظم کی طرح نثر میں اس کے استعمال سے حسن و بلاغت پیدا کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر مسعود احمد نے جہاں شاعرانہ فضا کا اہتمام کیا ہے اور عربی و فارسی اشعار یا مصرعے ضم کئے ہیں انہیں بھی تلمیع کے تحت لیا جاسکتا ہے لیکن یہاں علیحدہ سے چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں۔

○---- ''سارے عالم پر نظر ڈالیں۔ ویرانی سی ویرانی ہے۔ ویران دلوں نے آبادی کی

Marfat.com

ٹھانی ہے۔ وائے تمنائے خام، وائے تمنائے خام! آباد دل ہی عالم کو آباد کر سکتے ہیں۔ جس کا دل برباد ہو وہ نہ جہاں گیر ہو سکتا ہے، نہ جہاں بان و جہاں آراء۔۔۔۔ اس لئے فرمایا گیا کہ قرآن پڑھو اور دل کو بیدار کرو۔ جلیل القدر صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اقرؤا القرآن و حرکو ابد القلوب۝ "قرآن پڑھو اور اس سے دل کو حرارت دو۔"

(آخری پیغام، ص ۱۶۸)

اس اقتباس میں "ویرانی، ٹھانی"۔۔۔۔ قوافی سے نثر میں حسن اور صوتی آہنگ برپا کیا ہے۔ "تمنائے خام" کی ترکیب بھی خوب ہے۔ آخر میں عربی کلمہ بڑی خوبصورتی سے ضم کیا گیا ہے۔

○۔۔۔۔"مگر جو پہنچ گئے، ان کی بے قراریاں اور آہ و زاریاں شنیدنی و دیدنی ہیں۔۔۔۔ دل سنبھالے ہوئے، آنسوؤں پر بند باندھے ہوئے۔

نوٹ: ڈاکٹر صاحب قبلہ کی دیگر تصانیف میں ایسی بے شمار مثالیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

ایک نیا انداز

محترم ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اپنی نثر کو وقیع اور پربہار بنانے کا ایک منفرد انداز اختیار کیا ہے اور وہ ہے قرآنی آیات و احادیث کے اردو تراجم کو اپنی تحریر کے ساتھ ضم کرنا۔ ڈاکٹر صاحب کے اس انداز میں ایسی روانی اور برجستگی ہے کہ کہیں بھی پیوندکاری یا اجنبیت کا احساس تک نہیں ہوتا۔

چند مثالیں ملاحظہ کیجئے:

○۔۔۔۔"طوفانوں، زلزلوں، سیلابوں کو چھوڑیئے۔۔۔۔ ہر رات ہم پر ایک قیامت گزرتی ہے۔ ہم سو جاتے ہیں۔ مطلق العنان بادشاہ فرعون وقت بھی اپنے بستر پر اس طرح پڑا ہوتا ہے کہ شیرخوار بچہ بھی کیا ہو گا!۔۔۔۔ جب صبح ہو جاتی ہے، یہ قیامت

Marfat.com

گزر جاتی ہے پھر وہی بلند بانگ دعوے! پھر وہی لن ترانیاں--- یہ تماشا روز ہوتا ہے---- یہ قیامت روز گزرتی ہے مگر ہماری آنکھیں نہیں کھلتیں---- نہ معلوم کب کھلیں گی! کسی کو دیکھیں نہ دیکھیں' اپنے وجود ہی کو دیکھ لیں تو آنکھیں کھل جائیں---- ہمارے خالق و مالک نے ہمارے وجود کی تاریخ کو چند آیتوں میں سمو کر رکھ دیا۔"

- پانی کی بوند سے اسے پیدا کیا
- پھر اسے طرح طرح کے انداز میں رکھا
- پھر اس کے لئے راستہ آسان کیا
- پھر اسے موت دی
- پھر قبر میں رکھوایا
- پھر جب چاہا اسے باہر نکالا

(سورہ عبس ۳۸'---- "قیامت" ص ۷)

○---- "وہ کون ہیں جو اگلوں میں بہت ہیں؟---- وہ کون ہیں جو پچھلوں میں تھوڑے ہیں---- وہ یہی صوفیہ ہیں' وہ یہی اولیاء ہیں--- ہم نے سب کو ایک سمجھ لیا ہے' یہ ہماری نادانی ہے---- اللہ تعالیٰ سب کو ایک سمجھنے والوں کے سامنے حقیقت کھول کر بیان فرما رہا ہے:

برابر نہیں اندھا' انکھیارا---- اور نہ اندھیریاں اور اجالا---- اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ اور برابر نہیں زندے اور مردے۔" (فاطر---- ۲۲)

(روح اسلام' ص ۱۴)

☆ اقتباسات نمبر ۱ اور ۲ میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے قرآنی آیات کے ترجمہ کو مضمون کے اعتبار سے بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ ضم کیا ہے۔

○---- "اللہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت فرمائی اور آپ نے سب انسانوں کی تربیت فرمائی---- آپ نے انسان کا احترام کیا اور انسانوں کی بات کی---- آپ

Marfat.com

کی باتیں سن کر انسان حیران ہوتا ہے---- آپ نے فرمایا:

☆ جس نے کسی زیر معاہد غیر مسلم کو قتل کیا جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا۔

☆ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

---- آپس میں ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو' ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو اور سب مل کر خدا کے بندے ہو جاؤ اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

اچھی نصیحتیں اور اچھی اچھی باتیں تو سب کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں مگر دیکھنا یہ ہے جو کچھ کہا گیا کر کے بھی دکھایا گیا؟ سب بولتے ہوئے نظر آتے ہیں' کرتا ہوا کوئی نظر نہیں آتا---- مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا اس پر عمل کر کے دکھایا----"

(رواداری' ص ۶)

○---- "حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان اور آپ سے محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ آپ کا ہر ہر حکم مانیں' آپ نے فرمایا اگر کسی مسئلے میں الجھ جاؤ تو دل سے فیصلہ طلب کر لیا کرو---- ہاں دل کیا کہتا ہے---- دل کی سنیں اور اسی پر اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و حدیث سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

(تقلید' ص ۱۲' ۱۳)

☆ اقتباسات نمبر ۳ اور ۴ میں احادیث مبارکہ کو ضم کر کے اپنی تحریر کو قطعیت اور وقار و جمال سے ہمکنار کر دیا ہے۔

تذکرہ ماضی اور طنز لطیف

ڈاکٹر مسعود احمد کے طنز کی لطافت وہاں خاص طور سے دیکھنے کو ملتی ہیں جو غائب یا ماضی سے متعلق ہوتے ہیں۔

چند مثالیں ملاحظہ کیجئے:

Marfat.com

○ ---"تاریخ اسلام میں "اہلحدیث" نام کا کوئی فرقہ نہیں ملتا' یہ لفظ صرف اور صرف ماہرین حدیث کے لئے مخصوص تھا--- چونکہ غیر مقلدین نے یا تو انگریزوں کی امداد و اعانت سے اپنی حکومت قائم کی یا برصغیر میں انگریزوں کی حکومت قائم کرنے میں ان کی پوری پوری مدد کی- اس لئے عالم اسلام بالخصوص برصغیر کے مسلمان ان سے نفرت کرتے تھے اور ان کو "وہابی" کہتے تھے--- یہ حضرات مسلم حکومت کے مقابلے میں انگریزی حکومت کو رحمت سمجھتے تھے' انہوں نے انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز حاکموں کو اپنی وفاداریوں کی یاد دلاتے ہوئے درخواست کی کہ ان کو "وہابی" کے بجائے "اہل حدیث" کہا جائے اور اس سلسلے میں نوٹیفکیشن جاری کیا جائے چنانچہ درخواست منظور ہو گئی اور نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا-"

(تقلید' ص ۱۱)

○ ---"بعض حضرات حق تعالیٰ کے لئے غیب کی اس بناء پر نفی کرتے ہیں کہ اس سے تو کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے-"

(صراط مستقیم' ص ۹)

○ "ہم اس خیال میں الجھے ہوئے ہیں کہ نماز میں نبی کریم ﷺ کا خیال آنا کیسا ہے اور ایسی باتیں کرتے ہیں جس کو کوئی زبان نقل نہیں کر سکتی اور کوئی قلم لکھ نہیں سکتا مگر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ادائے فرض میں حضور انور ﷺ کی طرف خیال لے جانے والا اور اس نیت سے نماز پڑھنے والا کہ یہ نماز تو پہلے سرکار دو عالم ﷺ نے ہم کو پڑھ کر دکھائی' یہ فرض نماز سنت سے گزر کر فرض ہوئی تو یقیناً" متابعت کے ثواب اور مزید برکات سے ضرور مستفید ہو گا-"

(صراط مستقیم' ص ۳۱' ۳۲)

☆ اقتباس نمبر ۱ میں ماضی کے غداران ھند اور جنگ انقلاب وغیرہ کا تذکرہ بھی ہے اور ان فرنگی وفاداروں پر لطیف طنز بھی-

Marfat.com

☆ اقتباس نمبر ۲ میں ان کا تذکرہ ہے جنھوں نے خدائے لم یزل کے قادر مطلق ہونے کی بناء پر اس پر کذب کا بہتان باندھا اور انہیں توحید پرستوں نے خداوند قدوس کے علم غیب کی نفی کی۔ یہاں بھی ماضی کا تذکرہ اور گستاخان الٰہی پر لطیف طنز ہے۔

☆ اقتباس نمبر ۳ نماز میں حضور جان نور علیہ التحیہ واثناءکے خیال کے آنے سے نماز کو فاسد انہیں گستاخان الٰہی نے قرار دیا تھا۔ یہاں بھی تذکرہ ماضی اور طنز لطیف کا انداز موجود ہے۔

جوش و زور

ڈاکٹر محمد مسعود احمد حد درجہ متواضع عالم و اسکالر ہیں۔ یہ انکساری اور تواضع، علم و عمل اور تقویٰ شعاری ہی کے سبب ہے۔ لیکن وہ ایک مرد مومن ہیں، ان کی شخصیت غلامان مصطفیٰ اور شیدائیان اسلام کے لئے شاخ گل کی مانند لچکدار ہے، وہاں غداران مصطفیٰ اور دشمنان اسلام کے لئے شمشیر آبدار بھی ہے۔ یہ غیرت ان کو ورثہ میں بھی ملی ہے اور ان کے علم و تقویٰ اور مومنانہ شان نے بھی عطا کی ہے۔ یوں تو ان کا لہجہ مدھم، دلنشین اور شگفتہ ہے۔ بہتے ہوئے جھرنے کی مانند---- سنکتی ہو بادنسیم کی طرح، جوت پھیلاتی ہوئی شمع فروزاں کی مانند اور چاندنی بکھیرتے ہوئے ماہتاب کی طرح لیکن جب اسلاف کے کارناموں، عظمت اسلام وغیرہ کا بیان کرتے ہیں یا دو نظریات اور دو شخصیات کا موازنہ کرتے ہیں اور تردید و تعاقب کا فریضہ انجام دیتے ہیں، ایسے مواقع پر ان کے لہجہ کی آتشیں لپک، ان کا زور و جوش اور برق تحریر کی چمک اور تڑپ دیکھنے کے لائق ہوتی ہے---- مسعود محترم اپنے جوش کے اظہار میں لمبی چوڑی تمہید نہیں باندھتے ہیں کبھی کبھی وہ چند لفظوں میں تمام آتش کدہ کی آگ بھر دیتے ہیں۔

جوش و زور کے مختلف انداز

نسائیت کی دفاع میں تحریر کرتے ہیں:

Marfat.com

○---"نسائیات کی تاریخ بڑی دردناک اور کربناک ہے' یہ انسانیت کی پیشانی پر بدنما داغ ہے۔ حیف ! جس کے آغوش میں انسان نے پرورش پائی اسی آغوش کو زخمی کیا !--- جس نے بلندیوں پر پہنچایا اسی کو پستیوں میں ڈالا--- سرزمین عرب پر ایام جاہلیت میں معاشرے کی نظر میں خواتین کی جو قدر و منزلت تھی اس کا کچھ اندازہ ایک شاعر کے ان خیالات سے ہوتا ہے :

۱۔ لڑکیوں کو دفن کرنا ہی سب سے بڑی فضیلت ہے

۲۔ موت عورت کے حق میں عزیز ترین مہمان ہے

(عورت اور پردہ' ص ۴)

صوفیہ کی عظمتوں کا اس طرح اظہار کرتے ہیں :

○---"ارباب تصوف کی استقامت اور کامیابیوں کا حال تو خود ہم افغانستان' چیچنیا' بوسینا وغیرہ میں دیکھ چکے ہیں--- فوجی افسروں نے بتایا کہ ارباب تصوف میدان جنگ میں سب سے زیادہ صاحب استقامت ثابت ہوئے--- کشمیر کی جدوجہد آزادی میں بھی اہلسنّت و جماعت ہی پیش پیش ہیں--- دوسری جماعتیں مجاہدین اہلسنت و جماعت کے نام سے اپنے سیاسی عزائم پورے کر رہی ہیں۔ مشاہدات و تجربات بتاتے ہیں جہاں مسلمان آپس میں جنگ میں مصروف ہوں وہاں مخالفین اہل سنت کا عمل دخل ضرور ہوتا ہے--- کفار و مشرکین سے جہاد ہمیشہ اہلسنّت نے ہی کیا ہے۔ جو اولیاء اللہ کے دامن سے وابستہ ہیں' حقیقت یہ ہے جو کسی صوفی کے دامن سے وابستہ ہو گیا وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ نہیں سکتا وہ میدان جنگ میں لڑنے میں دنیا کے ہر سپاہی سے آگے ہے۔"

(روح اسلام' ص ۲۷)

اسلام کی حقانیت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں :

○---"یہ کسی کی انا کا مسئلہ نہیں' یہ انسانیت کی بقا کا مسئلہ ہے۔ یہ بے عقلی کے سامنے عقل کا مسئلہ ہے۔ عالم انسانیت کو اسلام کی ضرورت ہے۔ یہاں وہ روشنی ہے

Marfat.com

جو کہیں نظر نہیں آتی' یہاں وہ ٹھنڈک ہے جو کہیں محسوس نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض غیر مسلم دانشور بھی اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی تعزیرات و حدود کے نفاذ کی بات کرتے ہیں۔ اسلام نے درندہ صفت انسانوں کو فرشتہ صفت بنا دیا---- دور جدید انسان کی تلاش میں سرگرداں ہے۔"

(پیغام' ص ۴)

نسبت کی عظمت کا بیان ملاحظہ کیجئے:

○---"روس میں برسوں اسلام پر پابندی رہی مگر جبر و استبداد کے اس دور میں انہیں تبلیغی مراکز کے مسلمانوں کی وابستگی نے ان کو زندہ رکھا۔ برسوں بعد جب روس کا اشتراکی نظام تار عنکبوت کی طرح بکھر گیا تو مسلمان اسی ایمانی حرارت اور فکر و نظر کے ساتھ ابھرے جس حرارت ایمانی اور فکر و نظر کے ساتھ ان کو دبایا گیا تھا---- نسبتوں کی پاسداری---- ایمان کی حرارت باقی رہی جس نے ساری دنیا کو حیران کر دیا ہے۔"

(نسبتوں کی بہاریں' ص ۴)

مسلم و غیر مسلم تمدن کا موازنہ بیان فرماتے ہیں:

○---"لیکن اس کو کیا کیجئے کہ غیر مسلموں نے خود اپنی تہذیب و تمدن کی حفاظت نہ کی اور مسلمانوں نے خود کو اس طرح محفوظ رکھا کہ رفتہ رفتہ ان کی تہذیب سارے جزیرہ عرب میں پھیل گئی اور سیاسی حیثیت کے ساتھ تمدنی حیثیت سے بھی غالب آگئے۔"

(رواداری' ص ۱۴)

امام احمد رضا کا دفاع کرتے ہوئے بخیر فرماتے ہیں:

○---"سیاست میں عقل کو دخل نہیں۔ جذبات بھڑکا کر عقل اندھی کر دی جاتی ہے مگر امام احمد رضا کی عقل بیدار تھی۔ ان سے سیاسی بازیگروں کا یہ خوں آشام تماشا دیکھا نہ گیا اور انہوں نے ان کے رازوں کو طشت از بام کرنا شروع کیا۔ اس کی سزا یہ

Marfat.com

ملی کہ ان پر انگریزوں سے دوستی اور انگریزوں کی حمایت کا الزام لگایا گیا جو قطعی بے بنیاد الزام ہے۔"

(آئینہ رضویات، حصہ دوم، ص ۳۰۶)

☆ اقتباس نمبرا--- قبلہ ڈاکٹر صاحب نے عورت کی عظمت و تقدس کا دفاع کیا ہے اور عورت کو بے پردہ اور اس کی نسائیت کو پامال کرنے والوں کے خلاف اپنے جوش کا اظہار کیا ہے۔

اس جملے---- "حیف جس کے آغوش میں انسان نے پرورش پائی، اسی آغوش کو زخمی کیا"---- میں ڈاکٹر محمد مسعود نے آتش کدے کا آتش کدہ بھر دیا ہے۔

☆ اقتباس نمبر ۲ میں صوفیائے کرام کی عظمت کا اظہار فرمایا ہے۔ ان کی سرفروشیوں اور مومنانہ شان کو اجاگر کیا ہے اور نام نہاد اہل سنت اور اولیاء و اصفیاء کی عظمتوں کے منکرین پر طنز---- یہ انداز بیان کے جوش و زور سے پر ہے۔

یہ جملہ "جو کسی صوفی کے دامن سے وابستہ ہو گیا وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ نہیں سکتا" ایک آتشیں تیر سے کم نہیں۔

☆ اقتباس نمبر۳--- اسلام دین فطرت اور خدائی دین ہے جو تمام انسانیت کے لئے ہے اور ہر دور کے لئے ہے۔ پناہ اسلام کو چھوڑ کر انسان نہ تو انسان بن سکتا ہے نہ ہی اضطراب و کرب سے نجات پا سکتا ہے۔

جملہ--- "اسلام نے درندہ صفت انسانوں کو فرشتہ صفت بنا دیا" جہاں بلاغت کا ایک پیکر ہے وہاں ایک تڑپتی ہوئی بجلی بھی ہے۔

☆ اقتباس نمبر۴--- "نسبت سے ہی انسان کو عظمت و رفعت حاصل ہوتی ہے اور نسبت ہی اسے صراط مستقیم پر قائم اور گامزن رکھتی ہے۔ نسبتوں کی پاسداری سے ایمان کی حرارت باقی رہتی ہے۔" اس اقتباس میں بھی جناب مسعود نے جوش و زور کا اظہار فرمایا ہے۔

☆ اقتباس نمبر۵--- دو قوموں کا موازنہ--- آج کی پست لیکن کل کی بالا و

Marfat.com

اعلیٰ قوم مسلم کی اپنی تہذیب و تمدن کی حفاظت کا پرجوش بیان کیا ہے۔

☆ اقتباس نمبر۶--- مجدد اسلام عظیم البرکت امام احمد رضا کی عظمت و حریت کا دفاع بھی کیا ہے اور امام کی بڑائی و سچائی کا اظہار بھی! عصر رضا کے سیاسی بازیگروں کی اسلام اور مسلم دشمنی کی ہلکی سی جھلک بھی دکھائی ہے۔ امام اور مخالفین امام کا موازنہ و مقابلہ بھی اشارۃً دکھایا ہے۔

یہ جملہ--- "ان سے سیاسی بازیگروں کا یہ خون آشام تماشا دیکھا نہ گیا اور انہوں نے ان بے رازوں کو طشت ازبام کرنا شروع کر دیا۔" کی آتش فشانی دیکھنے کے لائق ہے اور "سیاسی بازیگر" کا ٹکڑا--- ایک لپکتے ہوئے شعلہ سے کم نہیں!

مسعود احمد صاحب کی تنقیدات اور وضاحتی تحریروں میں بیان کے جوش و زور کی مزید مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

نثر خالص

تخلیقی نثر کے جائزے کے بعد پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی تصانیف سے نثر خالص یعنی علمی یا استدلالی نثر کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

علمی و تحقیقی کتب و مقالات اسی نثر میں لکھے جاتے ہیں۔ سرسید تحریک نے اس نثر کو فروغ دینے پر بڑا زور دیا تھا۔ سرسید اور ان کے رفقاء نے اس نثر کے فروغ میں بہت کام کیا۔

عہد سرسید میں بریلی کے فاضل امام احمد رضا نے تن تنہا اس نثر کے فروغ اور اردو زبان و ادب کو پروقار اور مالامال کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

خالص نثر میں وضاحت ضروری ہے۔ چنے ہوئے اور جچے تلے الفاظ میں کسی تخیلی پیکر کا سہارا لئے بغیر موزونیت کلام سے بے نیاز ہو کر وضاحت' قطعیت اور منطقی استدلال کے ساتھ اپنے ذہنی عمل یعنی تفکر کی ترجمانی اسی نثر میں کی جاتی ہے۔

محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے نثرنگاری کے مختلف حسین و متین' پربہار و

Marfat.com

باوقار جلوے دکھائے ہیں- ان کی تصانیف زیادہ تر علمی و تحقیقی ہیں البتہ یہ ان کے طرز تحریر کی رنگارنگی ہے کہ وہ نثر خالص کے پہلو سے انشاء پردازی کے جلوے بھی پیش فرما دیتے ہیں اور تخلیقی نثر کے پہلو سے استدلالی نثر کے زاویے بھی اجاگر کر دیتے ہیں-

یہ جائزہ مندرجہ ذیل خطوط پر لیا جائے گا-

وضاحت و قطعیت- ایجاز و اختصار- متانت و وقار

ا- وضاحت و قطعیت

کسی خیال کی وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ الفاظ منتخب اور جچے تلے ہوں- وضاحت کے لئے پھیلنے کی ضرورت نہیں- لفاظی کا نام وضاحت نہیں ہے- جو بات کہی جائے اس میں قطعیت ہو اور استدلال سے اس میں توانائی بھر دی گئی ہو-

تقلید کی وضاحت ملاحظہ کیجئے-

○---- "تقلید ہر انسان کی ضرورت ہے' ہر مسلمان کی ضرورت ہے' اس کے بغیر چارہ نہیں- تعلیم و تہذیب اور تمدن میں ہر قسم کی ترقیاں اسی کی مرہون منت ہیں'---- تقلید کی ضرورت ہوتی تو قرآن حکیم کافی تھا' حیات پاک کا عمل نمونہ تقلید کی اہمیت پر گواہ ہے---- تقلید کا حکم تو قرآن میں بھی ہے----

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑیں-

☆ ایک اللہ کی کتاب

☆ دوسری اس کے رسول کی سنت

جب تک ان دونوں کو تھامے رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے-"

(تقلید' ص ۲)

تقلید کی وضاحت ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے بہت ہی جامع انداز میں کی ہے- ان

Marfat.com

کی تحریر میں قطعیت بھی ہے اور انہوں نے اپنے خیال کی تائید میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک بھی پیش فرمائی ہے اور اپنی بات کو مدلل کر کے پیش فرمایا ہے۔

علم کی وضاحت کا انداز ملاحظہ کیجئے:

○ ---- "علم ایک عظیم قوت ہے !---- اور دور جدید میں علم کی اہمیت اور قوت نمایاں ہو کر سامنے آگئی ہے۔ قرآن کریم نے انسان کو لکھنے پڑھنے اور تحصیل علم کی طرف متوجہ کیا اور انسان کو وہ راز سربستہ بتائے کہ اس کا دماغ روشن ہو گیا۔ قرآن کریم علم و دانش کا خزانہ ہے۔ اس میں علم اور مشتقات علم کا ۸۰۰ سے زیادہ مقامات پر ذکر کیا گیا ہے اور کتاب و کتابت کا ۲۰۰ سے زیادہ مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے قرآن کریم کی نظر میں علم کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے---- حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ آپ نے تحصیل علم کی تاکید شدید فرمائی اور علم کی فضیلت کو آشکارا فرمایا---- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ "فضیلت تو صرف اہل علم کو ہے"---- خود قرآن کریم میں حضرت طالوت علیہ السلام کو علم ہی کی وجہ سے بنی اسرائیل کا بادشاہ بنا دیا گیا---- اور علم ہی کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں پر فضیلت پائی---- اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت اور قیادت و بادشاہت کے لئے علم کتنا اہم ہے۔"

(جان جاں صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۳۰)

کس قدر وضاحت مگر ایجاز کے ساتھ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے علم کی تعریف کی ہے اور اس کی اہمیت واضح کی ہے۔ اپنی بات کی صداقت کے لئے حضرت مسعود ملت نے قرآن حکیم، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات دلائل کے طور پر پیش کئے ہیں اور اپنی بات کو اسی طرح جامعیت اور قطعیت کا روپ دے دیا ہے۔

ایجاز و اختصار

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی خصوصیت نگارش، ایجاز و اختصار بھی ہے۔ اختصار ان

Marfat.com

کے بیان میں بڑا حسن پیدا کرتا ہے۔ وہ غیر ضروری جزئیات کو نظرانداز کر دیتے ہیں اور اطناب سے بچ جاتے ہیں۔ سادہ بیانی اور روزمرہ کے استعمال کے ساتھ ساتھ منتخب الفاظ کا استعمال ان کی عبارت میں چمک اور تیزی پیدا کر دیتا ہے۔

ملاحظہ ہو یہ اقتباس:

○----''سچی بات یہ ہے کہ سلام و قیام کا مقصود تاجدار دو عالم ﷺ کی تعظیم و تکریم ہے جس کا ہمیں قرآن میں بار بار حکم دیا گیا ہے۔ آیت کریمہ ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی۔ الایہ نازل کر کے تعظیم و تکریم کا سلیقہ بتا دیا۔ درود و سلام کے لئے وقت کا تعین فرمایا نہ کسی خاص ہیئت کا بلکہ فرشتوں کی طرف اشارہ کر کے صلوٰۃ و سلام کے لئے ہر ہیئت کو جائز قرار دے دیا۔''

(سلام و قیام، ص ۱۳)

اس بیان میں جو اطناب ہے وہ واضح ہے۔ مصنف کا مقصد اس قدر ہے کہ صلوٰۃ و سلام ہر حال میں، ہر ہیئت میں جائز ہے۔

○----''بلاشبہ مناسب و معقول بات یہی ہے کہ جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حلال کیا۔ اس کو حلال سمجھیں۔ اور جس کو حرام کیا اس کو حرام سمجھیں اور خواہ مخواہ فقیہانہ موشگافیوں میں مبتلا ہو کر اتحاد کو پارہ پارہ نہ کریں۔ وہ اتحاد جو اسلام کا مقصود و مطلوب ہے---- کسی چیز کا عہد رسالت مآب ﷺ، عہد خلافت راشدہ اور عہد تابعین و تبع تابعین میں ہونا اس کی فضیلت کی دلیل ہے اور نہ ہونا اس کی حرمت کی دلیل نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ مباح اور جائز ہو---- زمانہ ایک حالت پر نہیں رہتا اس میں انقلابات اور تبدیلیاں آتی رہتی ہیں اور وہ انسان کو پوری زندگی کو متاثر کرتا ہے، شریعت کے دائرے میں رہ کر ان تبدیلیوں اور انقلابات کو قبول کیا جاسکتا ہے، اس کے بغیر زندگی گزارنا ممکن نہیں۔''

(بدعات، ص ۵)

ایک مشکل اور اہم دینی مسئلہ کو جس ایجاز و اختصار کے ساتھ مسعود ملت نے بیان

Marfat.com

فرمایا ہے وہ لائق دید ہے۔ ''شریعت کے دائرے میں رہ کر ان تبدیلیوں اور انقلابات کو قبول کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بغیر زندگی گزارنا ممکن نہیں!" میں جو بلاغت ہے اس نے بیان مسعود کو ایجاز و اختصار کا حسین پیکر بنا دیا ہے۔

دونوں تحریروں میں اگر مسعود احمد صاحب چاہتے تو موضوع کو پھیلا سکتے تھے لیکن انہوں نے غیر ضروری باتوں اور جزئیات سے اجتناب کرتے ہوئے صرف مقصد اور اس کی قطعیت کو مدنظر رکھا۔

متانت و وقار

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی تحریروں میں ان کی شخصیت ہی کی طرح متانت و وقار ہے۔ اس متانت و وقار میں نورانیت ہے، خشکی نہیں!

مسعود محترم علمی اور تحقیقی تصانیف میں سطحیت اور ابتذال سے اجتناب کرتے ہوئے سچائی کو بڑی ہی سنجیدگی اور وقار سے پیش فرماتے ہیں۔ اردو کے مشاہیر انشاء پردازوں یہاں تک کہ سرسید، محمد حسین آزاد، الطاف حسین حالی میں بھی کسی کی تحریر ابتذال سے خالی نہیں۔ مولوی نذیر احمد تو ابتذال کے لئے خاصے مشہور ہیں۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب تنقید، تردید اور تعاقب میں بھی سطحیت اور ابتذال سے اجتناب کرتے ہیں اور بچے تلے لفظوں سے تحریر کو بلاغت کا تقدیسی جامہ پہنا کر متانت اور وقار عطا کرتے ہیں۔

نمونے ملاحظہ کیجئے:

○---- ''اسلام نے خواتین پر بے شمار احسانات کئے مگر ایک پردے کی معقول ہدایت (جو خواتین ہی کی عصمت و عفت اور حسن و جمال کی حفاظت کی ضامن ہے) خواتین کو اچھی نہیں معلوم ہوئی۔ دشمنان اسلام نے اس کی اچھائیوں کو چھپایا اور نام نہاد برائیوں کو اچھالا۔ اس طرح خواتین کے ذہنوں کو پراگندہ کر کے اسلام کی سچائی سے ان کو دور کر دیا---- ذرا غور کریں خواتین کی بے پردگی نے جسمانی آرائش و زیبائش کا

Marfat.com

راستہ کھولا پھر اس نے بے حیائی کی صورت اختیار کی اور بے حیائی نے عریانی اور بدکرداری کا دروازہ کھول دیا۔۔۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اب یورپ و امریکہ انسانوں کی سرزمین نظر نہیں، حیوانوں اور درندوں کے جنگل معلوم ہوتے ہیں۔"

(عورت اور پردہ، ص ۱۴)

ایسی نازک تحریر میں کہیں کوئی لفظ یا بات غیر سطحی اور متبذل نظر نہیں آتی۔ عورت کے پردہ کو بڑے ہی وقار اور متانت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس تحریر میں مغربی اقوام پر طنز بھی ہے۔

○۔۔۔"انسان کی خلوتوں اور اس کے دوست و احباب کی چاہتوں سے اس کی شخصیت کے سربستہ راز کھلتے ہیں۔ ظاہر میں وہ کچھ بھی ہو سکتا ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ خلوت و جلوت کے احوال یکساں ہوں۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ ظاہر بہت دل پذیر ہے اور باطن بہت مہیب۔۔۔ تو آیئے امام احمد رضا کی خلوتوں میں چلیں ان کی باتیں سنیں اور دوستوں اور بزرگوں کو دیکھیں اور یہ معلوم کریں کیا خلوتوں میں انگریز کی تعریف ہوتی تھی اور کیا ان کے دوست و بزرگ انگریزوں کے خیرخواہ تھے۔"

(گناہ بے گناہی، ص ۵۴)

اس کے بعد ڈاکٹر مسعود احمد صاحب امام احمد رضا کے احباب کے فرنگی سے نفرت کے واقعات سے امام احمد رضا کی انگریز اور حکومت انگلشیہ سے نفرت و بیزاری ثابت کر کے مخالفین کے پروپیگنڈوں کو پادر ہوا ثابت کر دیتے ہیں۔

زیر نظر تحریر بھی وقار و متانت کا عمدہ نمونہ ہے۔

مسعود احمد صاحب نے رضا مخالف گروہ کے لئے کوئی نازیبا لفظ یا کلمہ بھی استعمال نہیں کیا ہے۔ مزید تائید کے لئے یہ تحریر دیکھئے:

○۔۔۔"امام احمد رضا کا اپنے مخالفین سے بحث و مناظرہ کا سلسلہ تو کافی عرصہ سے چل رہا تھا جس سے ان کے مخالفین کافی چراغ پا تھے مگر یہ سب کچھ مذہبی سطح پر تھا۔ مخالفین نے سیاسی سطح پر امام احمد رضا کی تنقیدات کا بدلہ لینا چاہا اور اس میں ان کو ایک

Marfat.com

حد تک کامیابی ہوئی' مخالفانہ پروپیگنڈے نے نصف صدی تک امام احمد رضا کو اہل علم سے پوشیدہ رکھا لیکن بالآخر یہ طلسم ٹوٹا اور حقائق سامنے آئے۔"

(گناہ بے گناہی' ص ۵۶)

○----"عہد و پیمان کی پاسداری' انسان کی شرافت و صداقت شعاری کا معیار ہے۔ جو شخص معمولی سے معمولی عہد و پیمان کا پاس و لحاظ رکھتا ہے بلاشبہ وہ گلشن شرافت کا گل سرسبد اور دیار صداقت کا تاجدار ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اغیار سے کئے گئے عہد و پیمان کا جو پاس و لحاظ رکھا شاید ہی کسی نے رکھا ہو۔"

(فاروق اعظم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک)

یہ تحریر بھی متانت و وقار کا عمدہ نمونہ ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کم سے کم الفاظ میں کس قدر باوقار انداز میں بیان کی گئی ہے۔

ادب برائے انسانیت

ناقدین ادب میں کچھ "ادب برائے ادب" کے قائل ہیں اور کچھ "ادب برائے زندگی" کے۔ البتہ بیشتر ناقدین آخرالذکر نظریے کے حامی ہیں۔ اور یہی نظریہ درست ہے۔ ادب بغیر کسی نقطہ نظر یا عقیدے کے وجود میں آ ہی نہیں سکتا۔

آج کے ناقدین نے ادب کو تاثراتی' عمرانی' مارکسی تنقید وغیرہ کے خانے میں بانٹ دیا ہے لیکن ادب برائے زندگی کو صرف ایک خانے یا ایک تنقیدی نظریے---- "قرآنی ادب" کے خانہ میں رکھ کر "قرآنی تنقید" کی روشنی میں پرکھا جائے تبھی تنقید کا صحیح حق ادا ہو سکتا ہے اور "ادب برائے زندگی" "ادب برائے زندگی اور بندگی" کا روپ دھار کر "ادب برائے انسانیت" کہلانے کا مستحق ہو جائے گا اس لئے کہ حیات انسانی کا مقصد صرف بندگی ہے اور یہ بندگی زندگی کے تمام شعبوں سے لے کر عقائد و عبادات و اعمال تک محیط ہے۔

حقیقی ادب وہ ہے جس میں اثر انگیزی اور فکر و بصیرت کا نور ہو اور جو انسان کے

Marfat.com

لئے مسرت بخش ہو۔ انسان کو کرب و اضطراب کے بھنور سے نکال کر مسرت و شادمانی کے ساحل پر لاکھڑا کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے اسلام---- قرآن---- قرآنی تقدیسی ادب---- اسلام دین فطرت ہے' یہ ضابطہ حیات ہے۔ اسلام انسان کو زندگی کا شعور اور بندگی کا سلیقہ عطا کرتا ہے۔ محبت' امن اور آشتی کا درس دیتا ہے---- انسان کو اسلام کی ضرورت ہے----

ڈاکٹر مسعود احمد لکھتے ہیں:

"سچے مذہب کی انسان کو ضرورت ہے---- یہ ایک دستور حیات ہے' یہ پوری انسانیت کے لئے ہے---- یہ ہر زمان و مکان کے لئے ہے---- عالم انسانیت کو اسلام کی ضرورت ہے---- یہاں وہ روشنی ہے جو کہیں نظر نہیں آتی' یہاں وہ ٹھنڈک ہے جو کہیں محسوس نہیں ہوتی---- اسلام نے درندہ صفت انسانوں کو فرشتہ صفت بنایا---- دور جدید انسان کی تلاش میں سرگرداں ہے----"

(پیغام' ص ۳' ۴)

اسلام---- انسان کو وہ راستہ عطا کرتا ہے جس پر چل کر وہ اپنی حقیقی منزل پا سکتا ہے۔ یہ خدا کا راستہ ہے۔ صراط مستقیم ہے----

ڈاکٹر مسعود احمد تحریر کرتے ہیں:----

"اللہ نے کرم فرمایا' انسان بنایا---- بولنا سکھایا---- لکھنا سکھایا---- مسلمان بنایا---- بڑا احسان فرمایا---- پاکی و پاکیزگی اور دانائی و حکمت سے آراستہ و پیراستہ فرمایا---- مانگنے کا سلیقہ بتایا اور یہ بول سکھائے۔

---اھدنا الصراط المستقیم○ صراط الذین انعمت علیھم○

(ہم کو سیدھا راستہ دکھا' راستہ ان کا جس پر تو نے احسان کیا)

اور اس راستہ کے لئے فرمایا "یہ سیدھا راستہ تو ہمارا ہے اس پر چلتے رہو ادھر ادھر نہ بھٹک جانا۔ یہ ہمارے محبوب کا راستہ ہے۔"

(صراط مستقیم' ص ۲)

Marfat.com

انبیاء و اولیاء اللہ کے محبوب ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان سب کے محبوب بھی ہیں- سید و سردار بھی ہیں اور رب عظیم کے حبیب اکبر اور محبوب اعظم ہیں- انہیں کے راستے پر چل کر---- انہیں سے محبت و وفاداری کا رشتہ استوار کر کے صراط مستقیم مل سکتا ہے اور یہی کامیابی و کامرانی اور مسرت و شادمانی ہے-

مسعود محترم نے انسانوں کو صراط مستقیم کے سب سے بڑی ہادی اور اللہ کے حبیب اکبر کا پہلے جلوہ دکھایا---- ان کی آمد آمد کا بیان کیا---- اس نور کے چمکنے کا ذکر کیا---- ان کے اسوہ حسنہ کا نظارہ کرایا---- ان کی عظمتیں اجاگر کیں---- ان کے عشق و محبت کو ایمان ٹھہراتے ہوئے انہیں کا غلام و محب بنے رہنے---- ان کے ادب و احترام سے وجود کو سجائے رہنے کا پیغام دیا---- ان کی میلاد کو عیدوں کی عید بتایا---- ان کی رحمتہ للعالمینی کا چرچا کیا---- ان کے علم غیب اور ان سے متعلق دیگر عقائد حقہ کو روشن کرتے ہوئے انہیں کا ہو کر رہنے کا درس دیا----

مسعود محترم نے اپنے قلم کو اپنا خون جگر پلا کر صفحات قرطاس پر مصطفیٰ جان رحمت علیہ التحیتہ والثناء کی سیرت و عظمت و محبت و احترام وغیرہ کے انمٹ نقوش---- "جان جاں، جان جاناں، جان ایماں، دعائے خلیل، رحمتہ للعالمین، نور و ناز، جشن بہاراں، عیدوں کی عید، جشن میلادالنبی، جشن ولادت، علم غیب، سلام و قیام اور تعظیم و توقیر" وغیرہ کتب و رسائل کی شکل میں پیش کئے----

انسانوں کو قبلہ سے جوڑا---- وہی قبلہ جو مصطفوی قبلہ ہے- لیکن یہ قبلہ یعنی بیت اللہ---- قبلہ اس لئے ہے کہ وہ رسول اللہ کا منظور نظر تھا---- بقول ڈاکٹر مسعود احمد---- "اصل مقصود تو حضور انور ﷺ کی اطاعت و پیروی ہے- بیت اللہ اس لئے قبلہ ٹھہرا کہ وہ آپ کا منظور نظر تھا-"

(قبلہ، ص ۱۲)

قبلہ کا قبلہ تو مدینہ ہے---- حضور ﷺ خود "قبلہ محبت ہیں-" اصل قبلہ یہی ہیں- ان سے جو پھرا- اللہ سے پھر گیا-

Marfat.com

مسعود ملت نے انسانوں کو خدا و رسول کا پیغام سنایا- قرآن کا پیغام- آخری پیغام- زندگی کا پیغام- بندگی کا پیغام- کامرانی و فلاح کا پیغام----

"قرآن کیا ہے ایک خوان نعمت ہے---- یہ عظیم دستور حیات ہے-"

(آخری پیغام، ص ۱۶۹، ۱۷۰)

اب جب انسان محسن اعظم انسانیت کی پناہوں میں آگیا تو لازمی ہے کہ ان کے غلاموں سے بھی رشتہ استوار کرے- یہ بھی محبوبان الٰہی و محبوبان رسالت پناہی ہیں---- ان کا نقش قدم راہ خدا ہے-

مسعود ملت نے اسی لئے صوفیاء اولیاء سے انسانوں کو جوڑنے کے لئے- شریعت و طریقت کی منزل دکھائی---- اولیاء و اصفیاء کی عظمتیں اجاگر کیں- ان کو انسانوں کا رہنما بنایا---- یہ اولیاء و صوفیا----علماء ہی نہیں---- شریعت بھی روح اسلام ہے اور طریقت بھی!----

مسعود محترم نے "روح اسلام" لکھ کر مسلمانوں اور انسانوں کو صوفیہ سے قریب کر دیا- "خوب و ناخوب' بدعات' اور نئی نئی باتیں" لکھ کر مسلمانوں کو اچھائی اور برائی سے آشنا کیا----

"قیامت" کا منظر دکھایا---- انسان کو دنیا میں خوف الٰہی اور محبت رسالت پناہی سے وجود کو سجا کر زندگی گزارنے کا پیغام دیا----

مسلمانوں کو "اللہ کے انعام یافتہ و احسان یافتہ بندوں" سے جڑے رہنے کے لئے "تقلید" کو لازمی قرار دیا----

بزرگان دین سے قریب کیا---- "فاروق اعظم' مجدد الف ثانی' امام احمد رضا' شاہ محمد غوث گوالیاری' حضرت مفتی محمد مسعود شاہ' مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ اور دوسرے بزرگان دین کی حیات و شخصیت اور تقدیسی کارناموں سے ہمارے دلوں کو گرمایا' عقیدہ و ایمان کے گلزار کو مہکایا-

مسعود ملت تو عاشق رسول---- مجدد اسلام بڑی برکتوں والی ذات عظیم البرکت

Marfat.com

اعلیٰ حضرت کے فدائی و شیدائی ہیں۔ امام محترم کی حیات و شخصیت، ان کے صاحبزادگان و خلفاء، امام احمد رضا کی دینی، تجدیدی، اصلاحی، علمی، ادبی، روحانی، سیاسی، سماجی، معاشی، تعلیمی، تہذیبی---- غرضیکہ تمام تقدیسی کارناموں کو ایسا اجاگر کیا کہ اہلسنّت و جماعت کا بول بالا ہو گیا---- چہرہ و قلب و جگر اور فکر و نظر سے لے کر عقیدہ و ایمان کی دنیا میں اجالا ہو گیا۔ مخالفین و معاندین اور اعدائے دین خود اپنے بچھائے ہوئے جال میں آج پڑے پھڑپھڑا رہے ہیں---- ندوہ و دیوبند سے لے کر صحرائے نجد میں ایک زلزلہ برپا ہے۔

امام احمد رضا پر جناب مسعود نے بیس سے زائد کتب و رسائل تصنیف فرمائے۔ کیسی کیسی نسبتیں قائم کرائیں---- واہ رے نسبتوں کی بہاریں۔

مسعود ملت نے لسانیات شعر و ادب اور تنقید پر مضامین و مقالات رقم فرمائے ان کے حوالے سے غالب و اقبال اور غمگین وغیرہ شعراء کے فکر و فن کو اجاگر کیا۔ زبان و ادب کی خدمت بھی انجام دی---- تخلیقی نثر کے جوہر دکھائے۔ انشاء پردازی کے گلاب کھلائے۔ جذبہ و احساس اور ذوق و وجدان کو سرشار کیا اور اسی نثر کے پہلو سے ادب برائے زندگی، ادب برائے انسانیت کا جلوہ دکھایا---- استدلالی نثر کے پہلو سے ادب برائے ادب اور ادب برائے زندگی کے منور زاویے بنائے۔

مسعود ملت نے حیات انسانی کے تینوں شعبوں---- سماجی، سیاسی اور معاشی شعبہ ہائے حیات کو اپنے ادب اور تخلیقات سے سجایا ہے---- "عورت اور پردہ، پیغام، رسم و رواج، خوب ناخوب، نئی نئی باتیں، فاروق اعظم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک، رواداری، صراط مستقیم، تقلید، مصطفوی نظام معیشت، دو قومی نظریہ اور پاکستان، تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا، نظام مصطفیٰ، گناہ بے گناہی، تحریک آزادی فلسفہ اور السواد الاعظم، فاضل بریلوی اور ترک موالات" وغیرہ تصانیف مسعود اس پر روشن گواہ ہیں۔

Marfat.com

نثر مسعود۔۔۔ عمرانی تنقید کے آئینے میں

ادب برائے انسانیت کے جائزے کے بعد گو عمرانی تنقید کے جائزے میں دیکھنے پرکھنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن آج مغربی قومیں اپنی تمام تر نجاست و غلاظت اور دہشت و بربریت کے باوجود حقوق انسانی (Human Rights) اور عورت کی آزادی اور حقوق کے نعرے بلند کرتے ہوئے خود کو انسانیت کا علمبردار ثابت کر رہی ہیں۔ دیگر ایشیائی ممالک بھی مغرب کی نقالی میں اس طرح کا راگ الاپ رہے ہیں۔ اور افسوس! ماڈرن مسلمان اور خصوصاً" وہ جو نیشنلسٹ ہیں، اسلام کے عمرانی و معاشیاتی نظام بالخصوص حقوق نسواں اور حقوق انسانی کو لے کر اسلام کو مطعون کرتے ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا ہر قانون اور ہر نظام اپنی جگہ پر جامع، مکمل اور نہ مٹنے نہ تبدیل ہونے والا نظام ہے۔۔۔۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے ان دونوں پہلوؤں کے تعلق سے خصوصیت کے ساتھ چار رسائل رقم فرمائے ہیں:

۱۔ عورت اور پردہ

۲۔ رواداری

۳۔ فاروق اعظم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک

۴۔ مصطفوی نظام معیشت

○۔۔۔۔عورت اور پردہ

مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

☆ "اسلام نے مرد سے زیادہ عورت پر نظر کرم فرمائی اور اس کی حفاظت کے لئے ابدی احکام نافذ کئے۔۔۔۔ پردہ کا حکم بھی عورت کی حفاظت اور معاشرے کی پاکیزگی کے لئے نافذ کیا گیا۔۔۔۔"

(ص ۲)

Marfat.com

☆ "پردے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ عورت کو ہاتھ پیر توڑ کر بٹھا دیا جائے۔"
(ص ۲)

اس کے بعد شریعت اور تاریخ اسلام کے حوالے سے عورت کے جذبہ حریت--- پردے میں رہ کر جہاد میں حصہ لینے' مجاہدین کی مرہم پٹی وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

مشہور عالمی مورخ آرنلڈ کے حوالے سے بتایا ہے کہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ معاشرے کی تباہی کا سبب--- عورتوں کی حد سے زیادہ بے حیائی اور بے پردگی ہے۔

نسائیت کی تاریخ کا مختصر جائزہ پیش فرماتے ہوئے عرب میں لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے' ہند میں ستی کی رسم' یورپ میں ساحری کے الزام میں عورتوں کا ذبیحہ--- امریکہ میں عورت کی عصمت دری۔ ماں' بیٹی' بہن کی تمیز کا اٹھ جانا وغیرہ کا مختصر حال بیان کیا ہے--- روسی فلسفی ٹالسٹائی جسے مصلح کہا جاتا ہے--- اس کی عورتوں سے نفرت' عورت کو قیدی کی طرح رکھنے کا نظریہ--- غرضیکہ عورت کو بازار کی شے سمجھنے والوں کا حال بیان کرتے ہوئے--- اسلام میں عورت کے مقام پر تبصرہ فرماتے ہیں---

"اسلام نے عورت پر بڑا کرم فرمایا اور اس کو پستیوں سے بلندیوں پر پہنچایا--- اور ایسا رؤف و رحیم رسول ﷺ معبوث فرمایا جس نے دنیا کی چیزوں میں خوشبو اور عورت کو پسند فرمایا۔" (ص ٦)

قرآن و احادیث وغیرہ سے عورت پر اسلام کی مہربانیوں اور اس کو اس کی فطرت و جسمانی ساخت کے مطابق جائز آزادی اور جائز حق دینے پر ثبوت پیش کیا ہے اور کیا ہی عمدہ تحقیق پیش کرتے ہیں :---

"کسی دوسری مذہبی کتاب میں خواتین کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی جتنی اہمیت قرآن حکیم نے دی ہے۔" (ص ۷)

بعض سورتوں کے نام ہی خواتین سے متعلق ہیں مثلاً" سورہ نساء' سورہ مریم' سورہ

Marfat.com

طلاق وغیرہ---- "سورہ بقرہ' سورہ مریم' سورہ نور وغیرہ میں خواتین کے لئے بہت سے احکام و مسائل ہیں۔"

(ص ۷)

قرآن حکیم سے خواتین کے پردے کے متعلق احکام سناتے ہوئے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پردہ پر سختی سے عمل کرنے اور عمل کرانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے روس میں مسلم خواتین کے پردے میں رہنے کا تذکرہ کرتے ہیں وہاں کی خواتین کا قرآن حکیم سے شغف اور حفظ قرآن کے عام رواج کا حل سناتے ہوئے تبصرہ کرتے ہیں کہ ماضی میں اسلامی معاشرے میں جو کچھ ترقی ہوئی پردے میں رہ کر ہی ہوئی۔

جدید تہذیب میں عورتوں کی آزادی و حقوق کے نام پر امریکہ و یورپ جس طرح حیوانوں اور درندوں کے دیس بن گئے ہیں اور بے حیائی کے جو نتائج سامنے آئے ہیں ان کا حال ڈاکٹر مسعود صاحب سے سنئے :

۱- خواتین کا غیر محفوظ ہونا۔

۲- زنا' خواتین کے اغواء اور قتل کی وارداتیں عام ہونا۔

۳- خواتین میں جذبہ امومت کا مرجانا۔

۴- بدنگاہی اور پراگندہ خیالی عام ہونا۔

۵- مردوں کا جنسی امراض میں مبتلا ہونا۔

۶- عورت کے تقدس کا پامال ہونا۔" (ص ۱۵)

زیر نظر رسالہ علم و تحقیق کا گنجنہ تو ہے ہی انسانی معاشرہ بالخصوص جہان نسائیت کی کٹھن اور تیرگی کے لئے ایک مہر درخشاں کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ رسالہ بیانیہ' وضاحتی اور استدلالی نثر کا بھی عمدہ نمونہ ہے۔

○---- رواداری

آج قاتلان زمانہ---- انسانی حقوق اور انسانی جان کے تحفظ کی بات کرتے

Marfat.com

ہیں--- ان کے کھوکھلے نعروں اور منصوبوں کو سچ جاننا ایسا ہی ہے جیسے چور سے چوکیداری اور سانپ سے امرت کے حصول کی امید کی جائے۔ ہاں حقوق انسانی اور انسانی جان کے تحفظ کی ضمانت صرف اور صرف اسلام دیتا ہے اور اسی اسلام کے ماننے والوں نے اس پر عمل کر کے دکھایا ہے۔

محترم ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اسلام کے اسی اصول و تعلیم و پیغام کو دکھانے اور عام کرنے اور انسانوں کو اس پیغام محبت پر لبیک کہنے اور تعلیم پر عمل کرنے کی خاطر اس رسالہ کو تصنیف فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:

"اسلام محبت و پیار کا مذہب ہے، آشتی اور شانتی کا مذہب ہے، اسلام سب کا مذہب ہے، ہاں یہ سب کا ہے اور سب اس کے ہیں---- ہم قرآن کی روشنی میں دنیا کو امن کا گہوارہ بنا سکتے ہیں----"

(ص ۲، ۴)

---- پھر قرآنی حوالہ سے لکھتے ہیں کہ "جس نے کوئی جان قتل کی تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب جانوں کو زندہ رکھا۔"

انسانی جان کی حرمت کے بارے میں قرآن سے اور بھی حوالے اس رسالہ میں دیئے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب نے محسن اعظم انسانیت رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و ارشادات بھی پیش فرمائے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"آپ نے انسان کا احترام کیا اور انسانوں کی بات کی---- آپ کی باتیں سن سن کر انسان حیران ہوتا ہے، آپ نے فرمایا: جس نے کسی زیر معاہد غیر مسلم کو قتل کیا جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا۔ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا----"

(ص ۵، ۶)

اسلام نے ہی کفار کو بھی مسلمانوں ہی کے طرح کے حقوق دیئے ہیں۔ اسلام رواداری سکھاتا ہے---- پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام نے تو اپنے جانی دشمنوں کو

Marfat.com

معاف کر دیا۔ سرکار ابد قرار ﷺ کی عدیم النظیر رواداری اور دریا دلی اور فتح مکہ کے وقت دشمنوں کو عام معافی کے حکم سے رحمتہ للعالمین ﷺ کی فیاضی کا اعتراف مستشرقین نے بھی کیا ہے---- اس رسالہ میں ڈاکٹر صاحب نے---- اسٹینلے لین پول، ایس۔ پی۔ اسکاٹ، ڈاکٹر گستاف وائل کے اعترافات بھی نقل کئے ہیں۔

اسلام کے اصول جنگ۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں، بیماروں، معذوروں، عابدوں، زاہدوں اور جنگ میں عدم شرکت کرنے والوں کو نہ قتل کرنے نیز بے وجہ بربادی و تباہ کاری پر پابندی کا بیان---- عہد صدیقی و عہد فاروقی میں اصول جنگ و معاہدہ وغیرہ کا انسانیت نواز بیان کرتے ہوئے اموی خلفاء کے بھی انہیں اصولوں کو دہرایا ہے---- متحدہ ہندوستان میں اسلامی دور حکومت میں غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور فیاضانہ سلوک کا بیان بھی کیا ہے---- اس سلسلے میں یہ حوالہ بڑا اہم ہے :---- ایک ہندو مورخ نے بڑی دل لگتی بات کہی، انہوں نے کہا کہ ہندوستان کے وہ شہر جو مسلمان بادشاہوں، حاکموں کے دارالحکومت رہے، وہاں ہمیشہ غیر مسلموں کی تعداد زیادہ رہی--- یہ ایک ایسی زندہ تاریخی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا--- حقیقت یہ ہے کہ ان مسلمان بادشاہوں نے بھی اپنے غیر مسلم دشمنوں کے ساتھ کمال رواداری کا ثبوت دیا۔ مورخوں نے جن کے کردار کو مسخ کیا ہے---"

(ص، ۱۹)

آخر میں بڑی جامعیت و قطعیت کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں :----

"الغرض اسلام تشدد و فساد کا مخالف ہے۔ اسلام، رواداری و دلداری اور پیار و محبت کا مذہب ہے---- اسلام کی برکت سے مختلف زبانیں بولنے والے، مختلف علاقوں میں رہنے والے، مختلف رنگ و نسل کے امیر و غریب سب شیر و شکر ہو گئے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔" (ص، ۲۱)

ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ رسالہ بھی علم و تحقیق اور تاریخی حقائق کا ایک منارہ روشن ہے۔ بول چال کی زبان سے ضرورت کے مطابق مفکرانہ و مدبرانہ اور مورخانہ

Marfat.com

انداز پیدا کیا ہے---- اور اسلام کی رواداری کو اجاگر کرتے وقت سادہ بیانی کو حسن بیانی میں تبدیل کیا ہے۔ یہ رسالہ بیک وقت حسن زبان و بیان---- ایجاز و اختصار---- قطعیت و استدلال کا بھی اعلیٰ نمونہ ہے---- علاوہ ان کے عصر حاضر کے علمبرداران انسانیت بالخصوص مغربی تہذیب کے رسیا ماڈرن مسلمان اور قومی یکجہتی کا دعویٰ کرنے والے سینئر اھنسا اور ستیہ (عدم تشدد اور سچائی---(Non-Valence Trouth and) کا پیغام دینے والے خوبصورت نعروں اور بدصورت دل کے لیڈروں اور ریفارمروں کے لئے یہ کتاب ایک نصیحت، ایک تازیانہ اور ایک مشعل راہ بھی ہے----

○---- فاروق اعظم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک

اسلام اور معلم کائنات پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی انسان کو زندگی و بندگی کا شعور و سلیقہ عطا کیا۔ اور سیاست و ریاست و جہانگیری و جہانبانی کے انداز سکھائے۔ ان کے خلفاء اور ورثاء نے ان کے قائم کردہ نظام حکومت اور انہیں کے اسوہ حسنہ میں خود کو ڈھال کر حسن سلوک کا وہ انداز پیش فرمایا کہ مخالفین و معاندین اور اعدائے دین کو بھی ان کی عظمتوں کو تسلیم کرنا پڑا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمہوری نظام حکومت، ان کے عدل و انصاف، رواداری و حسن سلوک---- فوج و پولیس کے نظام کی تعریف جہاں یوروپین مورخین و مفکرین نے کی ہے وہاں ہندوستانی لیڈروں بالخصوص موہن داس کرم چند گاندھی نے بھی کی ہے۔

زیر نظر رسالہ میں مسعود محترم نے مورخانہ مگر عالمانہ و محققانہ انداز میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرز حکومت، عدل گستری، مساوات اور غیر مسلموں سے حسن سلوک کا جائزہ پیش فرمایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کئی مستشرقین کے اعترافات بھی پیش کئے ہیں۔ متعصب مورخین نے غیر مسلموں کے ساتھ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جن سختیوں اور تعصب کا جھوٹا الزام لگایا ہے انہیں دلائل و شواہد کی روشنی میں کاٹا بھی ہے اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن سلوک کا شفاف آئینہ

Marfat.com

سامنے رکھ دیا ہے۔ یہ رسالہ جہاں مسعود احمد صاحب کی محققانہ اور مورخانہ بڑائی کا اظہار کرتا ہے وہاں ان کی منصفانہ اور ادیبانہ عظمت کی جلوہ گری بھی کرتا ہے۔ زیر نظر رسالہ میں جہاں استدلالی نثر کا یہ توانا اور باوقار انداز:----

"ایک نظریاتی حکومت میں ان لوگوں کے لئے جگہ نہیں ہوا کرتی جو اس نظریے کے دل سے مخالف ہوں اور ہر وقت کاٹ میں لگے رہتے ہوں۔ ایسے لوگوں کو گوارا کرنا مستقبل کے لئے فتنوں کو دعوت دینا ہے لیکن فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے لوگوں کے ساتھ بھی حسن سلوک روا رکھا---"

(ص ۲)---

نظر آتا ہے--- وہیں جناب مسعود کا اپنا یہ مخصوص انداز بھی تمام ترتب و تاب کے ساتھ لفظ لفظ کو کھلکھلاتا ہوا--- جذبہ و احساس کو ملتہب کرتا ہوا---

برا جمان ہے:----

"ذرا قلب فاروقی کی وسعت تو دیکھئے کہ غیر مسلم شہید کر رہا ہے۔ عین ممکن تھا بلکہ فطرت انسانی کا تقاضا تھا کہ جو کچھ کہا جاتا غلاموں کے خلاف کہا جاتا لیکن نہیں جو کچھ کہا گیا ان کے حق میں کہا گیا--- اللہ اللہ ان حضرات کے جذبات پر شریعت کی کیسی عملداری تھی!

جہاں کر دیا نرم' نرما گئے وہ جہاں کر دیا گرم' گرما گئے وہ

ہاں ہاں یہ خلافت فاروقی ہے' ہنسی کھیل نہیں---- یہ شاہی نہیں جو جذبات کے سہارے چلتی ہے' یہ خلافت ہے جو محبت و عشق کے سہارے چلتی ہے۔"

(ص ۲۸)

یہ فقرہ---- "یہ خلافت ہے جو محبت و عشق کے سہارے چلتی ہے۔" بلاغت فکر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

Marfat.com

○---- مصطفوی نظام معیشت

حقیقتاً" حیات انسانی کے سیاسی' معاشرتی اور معاشی---- تینوں شعبہ ہائے حیات ایک دوسرے سے وابستہ ہیں- کسی ایک شعبہ میں عدم توازن پیدا ہوتا ہے تو بقیہ دونوں شعبے بھی متاثر ہوتے ہیں لہٰذا زیرِ نظر رسالہ معاشیاتی نظریہ پر مبنی ہوتے ہوئے بھی سماجی نظریہ سے بھی منسلک ہے- یہ رسالہ سیاسی' سماجی اور معاشی تینوں نظریات کا اظہار کرتا ہے-

ہر انسان کے لئے روٹی' کپڑا' مکان دینے کا نعرہ بلند کرنے والے اور دعویٰ کرنے والے خود شکم پروری میں لگے ہیں- کوئی بھی ازم اور نظام ایسا نہیں جو انسانی حیات کے تینوں شعبوں کو بیک وقت مستحکم رکھ کر انسانوں کو آسودہ اور مطمئن رکھ سکے- ہاں صرف اسلام ہی وہ نظام ہے جسے انسانوں کو زندگی کے ہر موڑ پر اور ہر شعبہ حیات میں آسودگی اور اطمینان عطا کیا ہے-

زیرِ نظر رسالہ میں "مصطفوی نظام معیشت" کی خوبیوں کو علمی و تحقیقی انداز میں ظاہر کیا گیا ہے اور اسلام کے زکوٰۃ' صدقہ فطر' خیرات و صدقات' چرم قربانی' انفاق وغیرہ کے اصولوں اور طریقوں کے حوالہ سے ثابت کر دیا ہے کہ مصطفوی نظام معیشت ایسا مستحکم' مالامال اور ٹھوس نظام ہے کہ معاشرہ کا کوئی بھی فرد امن یا جنگ' کسی بھی حالت میں---- روٹی' کپڑے اور مکان کا محتاج نہیں رہ سکتا-

آیات و احادیث کی روشنی میں' ڈاکٹر صاحب تحریر کرتے ہیں :----

"مندرجہ بالا آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نظام معیشت دیا اس کا بنیادی مقصد لوگوں کو راحت پہنچانا ہے اور آسانیاں فراہم کرنا ہے-

زیرِ نظر رسالہ بھی تحقیقی و استدلالی نثر کا عمدہ نمونہ ہے-

ضرورت ہے کہ عزت ماٰب ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے یہ چاروں رسائل ہندی اور انگریزی میں منتقل کر کے مشرق و مغرب کے اپنوں اور بیگانوں میں پہنچائے جائیں-

Marfat.com

خلاصہ کلام

ماہر رضویات، مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی نثر نگاری کا تخلیقی و خالص نثر کے مختلف گوشوں اور زاویوں سے جائزہ لیا گیا۔ ان کے قلم حق رقم و حسن رقم نے ادب برائے ادب اور ادب برائے زندگی، ادب برائے انسانیت کے سنگم پر اسلام و انسانیت --- اور --- امن و آشتی کا شش جہان نغمہ سنایا ہے۔

محترم ڈاکٹر مسعود احمد --- صاحب طرز ادیب، عظیم مصنف و نقاد اور جید عالم بڑے محقق ہیں۔

محترم مسعود احمد کی نثر میں روانی۔ شباب و مستی۔ دل نشینی و دل آویزی۔ شگفتگی و نغمگی بھی ہے۔ اور --- ایجاز و اختصار --- وقار و متانت --- وضاحت و قطعیت کے حسن و جلال بھی ---

ان کے استدلال اور نثر خالص میں سرسید کا وقار --- تخلیقی نثر میں شبلی کے جمالیاتی اظہار اور سحر آفرینی کی بہاریں جلوہ گر ہیں --- لیکن ان سب کے باوجود ان کا اپنا الگ طرز تحریر ہے --- بات سے بات پیدا کرنا، بات کو نوربار موجوں کی طرح آگے بڑھاتے ہوئے حسن و صداقت کی منزل سے ہمکنار کرنا --- قارئین کو سرمدی سرشاریوں سے نہال کرنا --- یہی ان کی نثر کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

مسعود محترم نے اردو زبان و ادب کو علم و تحقیق اور حسن و صداقت کی نئی نئی جہتوں سے آشنا کیا ہے اور اپنے ممدوح محترم امام احمد رضا کی طرح نثر اردو کو صراط مستقیم پر گامزن کیا ہے۔

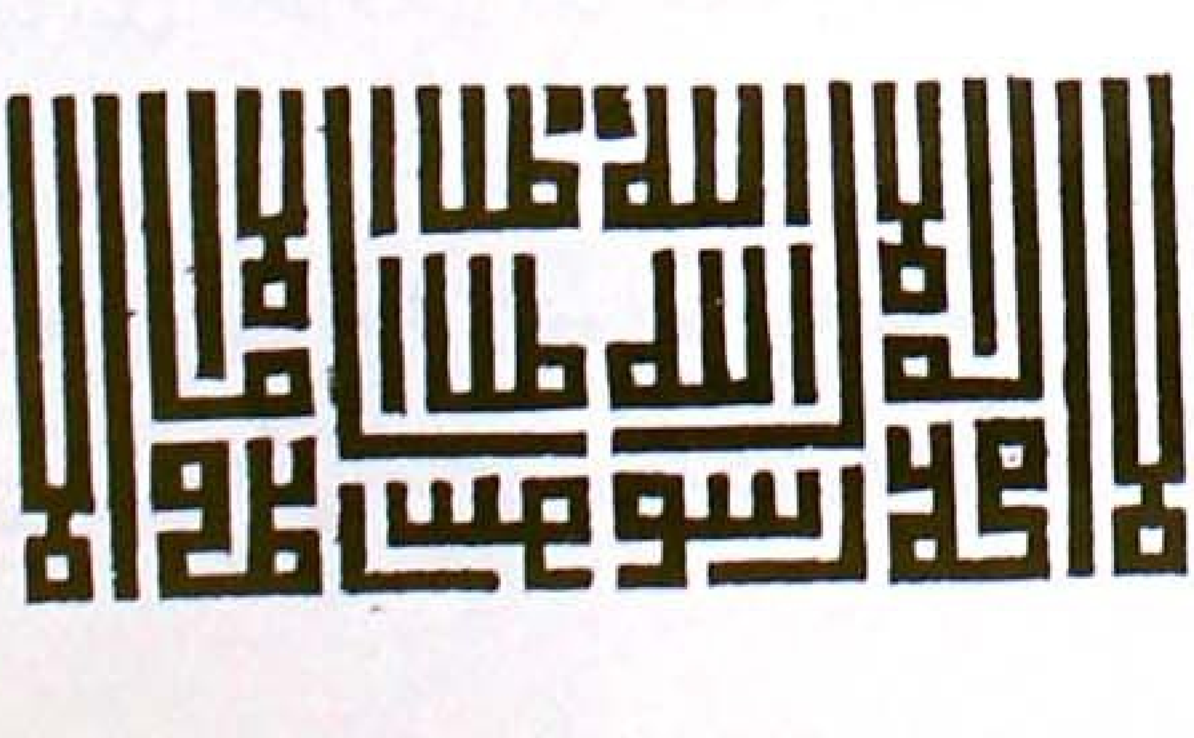

کوفی بنائی متوسط

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ←
بطور متعاکس

Marfat.com

کتابیات

مقالات و تصانیف

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: فاضل بریلوی اور ترک موالات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء

۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حیات مظہری، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۴ء

۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: عاشق رسول، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: موج خیال، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۷ء

۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر اقبال، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۰ء

۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محبت کی نشانی، مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۰ء

۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: گناہ بے گناہی، مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۱ء

۸۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: اجالا، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء

۹۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: نور و نار، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء

۱۰۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: آخری پیغام، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء

۱۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: رہبر و رہنما، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء

۱۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: جشن بہاراں، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء

۱۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: آئینہ رضویات جلد اوّل، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء

۱۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: جانِ جاناں، مطبوعہ حیدر آباد، سندھ ۱۹۸۹ء

۱۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: علم کے موتی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء

۱۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: غریبوں کے خوار، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء

۱۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: عشق ہی عشق، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء

Marfat.com

۱۸۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: دعائے خلیل، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء

۱۹۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء

۲۰۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

۲۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مراد رسول، مطبوعہ صادق آباد ۱۹۹۳ء

۲۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: جانِ جاں، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

۲۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تعظیم و توقیر، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

۲۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: آئینہ رضویات جلد دوم، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

۲۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: نسبتوں کی بہاریں، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء

۲۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: عورت اور پردہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء

۲۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: پیغام، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

۲۸۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: سلام و قیام، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

۲۹۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: قبلہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

۳۰۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: انتخاب حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

۳۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: آئینہ رضویات جلد سوم، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء

۳۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مصطفوی نظام معیشت، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء

۳۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: فاروق اعظم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء

۳۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: صراط مستقیم، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۶ء

۳۵۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: بدعات، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۷ء

۳۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تقلید، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۷ء

Marfat.com

۳۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر : روح اسلام، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۷ء

۳۸۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر : خوب و ناخوب، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۷ء

۳۹۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر : رواداری، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء

۴۰۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر : شجرہ شریف، مطبوعہ کراچی

مضامین رسائل

۴۱۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت : ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور جنوری ۱۹۸۳ء

۴۲۔ ماہنامہ اردو، کراچی (غالب نام آور) ۱۹۸۳ء

۴۳۔ علامہ احمد سعید کاظمی : ماہنامہ ضیائے غرم، لاہور نومبر ۱۹۸۶ء

۴۴۔ مفتی تقدس علی خاں : مجلہ امام احمد رضا کانفرنس، کراچی ستمبر ۱۹۸۸ء

تقدیمات و پیش لفظ

۴۵۔ فوز مبین در رد حرکت زمین : از امام احمد رضا خاں، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء

۴۶۔ امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات : از مولانا یاسین اختر مصباحی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء

۴۷۔ تجلیوں کا شجر : از پروفیسر غیاث الدین قریشی، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

Marfat.com

نگارشات عزیزی

محمد عبدالستار طاہر

اہل سنت و جماعت کیلئے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی جانے پہچانے ہیں' وہ ایک عرصے تک' ماہنامہ سنی دنیا (بریلی) کے مدیر رہے۔ خوب لکھتے ہیں' صاحب طرز ادیب ہیں' روھیل کھنڈ یونیورسٹی' بریلی سے پروفیسر وسیم بریلوی کی نگرانی میں امام احمد رضا کی شاعری پر ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں۔ آپ ہی کی کوششوں سے امام احمد رضا کی انقلاب آفریں کتاب "فوز مبین در ردِ حرکت زمین" پہلی بار منظر عام پر آئی۔ آپ کو امام احمد رضا اور ان کے خاندان سے خاص نسبت و تعلق ہے' اسی لئے آپ نے امام احمد رضا' ان کے صاحبزادگان اور متبعین پر متعدد رسائل اور مضامین قلمبند کئے ہیں۔ جن میں سے اکثر شائع ہو چکے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رضا پر ریسرچ کرنے والوں کی رہنمائی کیلئے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کی علمی وادبی نگارشات کی ایک جامع فہرست پیش کر دی جائے۔

نمبر شمار	عنوان	مطبع	سال
۱۔	اعلیٰ حضرت (اردو)	ماہنامہ اعلیٰ حضرت' بریلی	جون ۱۹۷۶ء
۲۔	اعلیٰ حضرت (ھندی)	انجمن اصلاح المسلمین' بریلی	۱۹۷۸ء
۳۔	اعلیٰ حضرت ایٹ اے گلانس (انگریزی)	ادارہ تصنیفات رضا' بریلی	۱۹۷۹ء
۴۔	اعلیٰ حضرت (انگریزی)	امام احمد رضا کانفرنس واریا' مغربی بنگال	۱۹۸۰ء
۵۔	مفتی اعظم	اختر رضا بک ڈپو' بریلی	۱۹۸۱ء
۶۔	مفتی اعظم (ہندی)	اختر رضا بک ڈپو' بریلی	۱۹۸۱ء
۷۔	تعارف اختر رضا	بلوچ سوسائٹی کھوکھراپار' کراچی	۱۹۸۳ء
۸۔	مناقب مفتی اعظم	پروفیسر مجید اللہ قادری' کراچی	۱۹۸۴ء
۹۔	مولانا احمد رضا خاں بریلوی بحیثیت شاعر	ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی	جون ۱۹۸۷ء

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	مطبع	سال
۱۰۔	کلامِ رضا میں محاکات	مجلہ معارف رضا' کراچی	۱۹۸۷ء
۱۱۔	امام احمد رضا کی شاعری میں رنگ اور روشنی کا تصور	ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی	فروری ۱۹۸۸ء
۱۲۔	امام احمد رضا سادات کرام کی نظر میں	☆ مفتی اعظم اکیڈمی' بریلی	۱۹۸۹ء
		☆ ماہنامہ جہان رضا' لاہور	مارچ ۱۹۹۵ء
۱۳۔	حجتہ الاسلام	اختر رضا بک ڈپو' بریلی	۱۹۸۹ء
۱۴۔	کلامِ رضا کے نئے تنقیدی زاویے'	الرضا اسلامک اکیڈمی' بریلی	۱۹۸۹ء
۱۵۔	کلامِ رضا میں سائنس اور ریاضی	ماہنامہ "القول السدید" لاہور	ستمبر ۱۹۹۱ء
۱۶۔	امام احمد رضا کی تعلیمات (ہندی)	الرضا اسلامک اکیڈمی' بریلی	۱۹۹۱ء
۱۷۔	کلامِ رضا اور صنع جلت	☆ ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	۱۹۹۲ء
		☆ مجلہ "معارف رضا" کراچی	ستمبر ۱۹۹۲ء
۱۸۔	کلامِ رضا اور علوم ریاضی	☆ ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	۱۹۹۲ء
		☆ مجلہ "معارف رضا" کراچی	ستمبر ۱۹۹۲ء
۱۹۔	کلامِ رضا میں لفظ "دولہا" کا استعمال	☆ ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	جون ۱۹۹۳ء
		☆ ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	جولائی ۱۹۹۳ء
۲۰۔	تجلیات شمس	تعمیر سیرت' کراچی	۱۹۹۳ء
۲۱۔	مسعود ملت اور امام احمد رضا	مشمولہ "آئینہ رضویات" جلد دوم' کراچی	۱۹۹۳ء
۲۲۔	امام احمد رضا کی علمی خدمات	ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	مارچ ۱۹۹۴ء
۲۳۔	طنزیات رضا	ماہنامہ "القول السدید" لاہور	مارچ ۱۹۹۴ء
۲۴۔	امام احمد رضا اور ٹاپولوجی	ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	جون ۱۹۹۴ء
۲۵۔	سید ایوب علی رضوی	☆ ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	جنوری' فروری
		☆ " " "	۱۹۹۵ء

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	مطبع	سال
۲۶۔	حجتہ الاسلام کی نعت نگاری	ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی	جنوری ۱۹۹۷ء
۲۷۔	امام احمد رضا اور غلام احمد قادیانی	ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	فروری 'مارچ ۱۹۹۷ء
۲۸۔	امیر مینائی اور امام احمد رضا بریلوی	ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	فروری 'مارچ ۱۹۹۷ء
۲۹۔	امام احمد رضا اور تعویذات و عملیات	ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	اپریل ۱۹۹۷ء
۳۰۔	شہرستان رضویہ کا ایک مینارۂ نور	ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	مئی ۱۹۹۷ء
۳۱۔	علامہ شمس رحمتہ الرحمٰن الواسع علیہ	ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" بریلی شریف	جون ۱۹۹۷ء
۳۲۔	خادم اعلیٰ حضرت حاجی کفایت اللہ بریلوی	ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	جون 'جولائی ۱۹۹۷ء
۳۳۔	امام احمد رضا کی ترکیب سازی	سہ ماہی "افکار رضا" ممبئی	جولائی ' ستمبر ۱۹۹۷ء
۳۴۔	علم و عشق کا سنگم علامہ نقی علی خاں بریلوی	☆ ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	ستمبر ' اکتوبر ۱۹۹۷ء
		☆ ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" بریلی	دسمبر ۱۹۹۷ء
۳۵۔	امام احمد رضا کے القاب و آداب	ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	نومبر 'دسمبر ۱۹۹۷ء
۳۶۔	فاضل بریلوی ایک ناقد 'ایک شارح	ماہنامہ "جہان رضا" لاہور	جنوری ' فروری ۱۹۹۸ء
۳۷۔	مسلک اعلیٰ حضرت	☆ ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" بریلی شریف	فروری ۱۹۹۸ء
		☆ ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" بریلی شریف	مارچ ۱۹۹۸ء
۳۸۔	ریحان ملت اور کارنامے	ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" بریلی	اگست ۱۹۹۸ء

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	مطبع	سال
۳۹۔	سلطان الہند اور تاجدار بریلی	ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" بریلی (غریب نواز نمبر)	اکتوبر ۱۹۹۸ء
۴۰۔	امام احمد رضا اور ٹاپولوجی	سہ ماہی "الکوثر" سہرام	جنوری، مارچ ۱۹۹۹ء
۴۱۔	امام احمد رضا خاں کے القاب و آداب کا تاریخی پس منظر	ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ	مئی ۱۹۹۹ء
۴۲۔	ریحان ملت اور ابر بخشش		زیر طبع
۴۳۔	امام احمد رضا اور نثر اردو		زیر طبع
۴۴۔	مسعود ملت اور نثر اردو		زیر طبع
۴۵۔	سفینہ بخشش ۱۴۰۷ھ	مکتبہ سنی دنیا، بریلی	زیر تدوین

Marfat.com

حکیم محمد سعید
HAKIM MOHAMMED SAID
HAMDARD HOUSE
KARACHI-74800
(Pakistan)

Karachi Clinic: 215908, Office: 6616001-4, Residence: 4914851
Telex: 29370 HAMD PK, Telefax: (92-21) 6611755
E-Mail: hlpak@paknet3.ptc.pk.
Madinat al-Hikmah: 6996001-2, 6900000
Lahore: Clinic 7237729
Rawalpindi: Clinic 566716
Peshawar: Clinic 274186

حوالہ نمبر: ذ ر ت ر ۹۸ر

کراچی :۱۸ر جولائی ۱۹۹۸ء

جناب محترم ڈاکٹر مسعود مسلم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ

علم کی اشاعت، فکر کی وسعت اور دانش کی حفاظت کسی قوم کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے، اس لیے وہ اصحاب جو اس خدمت میں حصہ لیتے ہیں اور اپنے علم و فکر کی ملک و ملت کے لیے عام کرتے ہیں ہمارے لیے نہایت قابل احترام اور لائق ستائش ہیں۔

میں نے برصغیر کے ان اہل فکر و نظراور صاحبان تصنیف کی ایک فہرست مرتب کی ہے جن کے بارے میں مجھے یقین و اطمینان ہے کہ انھوں نے برصغیر میں انقلاب فکر پیدا کیا ہے اور تعمیر وتہذیب اذہان میں ناقابل فراموش اور موثر و مثبت حصہ لیا ہے۔ اس فہرست میں آپ کا اسم گرامی بھی ہے۔ میں ممنون ہوں کہ آپ از راہ لطف وکرم اپنے گراں قدر تصانیف وقتاً فوقتاً مجھے ھدیۃً بھجواتے رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ میرے پاس ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ مگرمیں اس سے ایک قدم اور آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔ میں آپ کی کم سے کم ایک تصنیف کا اصل مسودہ بھی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ برصغیر میں اہل فکر وقلم کی تحریرات کو محفوظ کرنے کا تخیل صرف اس حد تک ہے کہ قومی اور سیاسی رہنماؤں کے بارے میں اس قسم کا انتظام کیا جاتا ہے ان کی اہمیت اپنی جگہ مسلم، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک سیاسی رہنما سے زیادہ اہمیت کی حامل وہ شخصیات ہیں کہ جو افکار کو جنم دیتی ہیں اور علم و عمل کی راہوں کو ہموار کرتی ہیں۔

میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ایسی تمام تحریرات کو جمع کر کےان کو محفوظ کر دینے کا انتظام کر دوں۔ بلاشبہ یہ تحریرات آج بھی قیمتی ہیں اور آج سے پچاس اور سو سال بعد ان کی قیمت وقدر کئی گنا زیادہ ہوگی کہ ان کو ایک اثاثہء ملی کی حیثیت حاصل ہوگی۔ پچاس اور سو سال بعد شائد ہم تو اس دنیا میں موجود نہیں ہوں مگر میں فکر ونظر کے لیے آنے والی ملت کے لیے یہ تاریخی سرمایہ محفوظ کر جاؤں گا کہ جو متعدد اعتبارات سے موضوع فکر بن سکتا ہے۔

میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ کم سے کم اپنی کسی ایک تصنیف کا مکمل مسودہ اصل حالت میں (یعنی جس حال میں کہ کتابت یا طباعت کے لیے دیا گیا تھا) مجھے عطا فرما دیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے مجلد کرا کے بیت الحکمہ کے شعبہ مسودات مصنفین میں محفوظ کردوں۔ آپ کےاس تعاون وعطا سے مجھے ملی خدمت کا موقع مل جائے گا اور میں ہدیہ تشکر و امتنان بھی آپ کو پیش کر کے مطمئن ہوں گا۔

میری ایک اور درخواست یہ ہے کہ آپ مجھے اپنے حالات (بایو ڈیٹا۔ حیات نامہ) سے بھی مطلع فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں تاکہ میں اس مسودہ کے ساتھ اسے بھی محفوظ کرسکوں۔

احترامات فائقہ کے ساتھ

آپ کا مخلص
محمد

(حکیم محمد سعید)

Marfat.com

Marfat.com

ادارۂ مسعودیہ کراچی Idara-e-Mas'udia, Karachi

وکونوا مع الصادقین

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com

Idara-e-Mas'udia, Karachi

ادارۂ مسعودیہ کراچی

وکونوا مع الصادقین

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com